اسلام میں داڑھی کا مقام

تصنیف:

مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ مدنی
شیخ الحدیث جامعہ دار العلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

پیش لفظ:
مولانا عبد القیوم حقانی

مترجم:
سید حبیب اللہ مردانی

القاسم اکیڈمی جامعہ ابو ہریرہ
برانچ پوسٹ آفس خالق آباد ضلع نوشہرہ

اسلام

میں داڑھی کا مقام

محدث کبیر، شیخ الحدیث حضرت مولانا

ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی مدظلہ

پیش لفظ : مولانا عبدالقیوم حقانی

اردو ترجمہ : سید حبیب اللہ مردانی

ناشر

القاسم اکیڈمی، جامعہ ابوہریرہ، خالق آباد نوشہرہ

نام کتاب : اسلام میں داڑھی کا مقام

پیش لفظ : مولانا عبدالقیوم حقانی مدظلہٗ

مترجم : سید حبیب اللہ مردانی رُکن القاسم اکیڈمی

پروف ومعاونت : مولانا حافظ عبیداللہ عابدؔ

ضخامت : 96 صفحات

کمپوزنگ : جان محمد جانؔ رُکن القاسم اکیڈمی

سنِ طباعت اوّل : جمادی الاوّل ۱۴۲۹ھ / مئی ۲۰۰۸ء

ناشر : القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہؓ خالق آباد نوشہرہ

ملنے کے پتے

☆ صدیقی ٹرسٹ صدیقی ہاؤس المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ، نزدلسبیلہ چوک کراچی

☆ مکتبہ رشیدیہ سردار پلازہ جی ٹی روڈ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ

☆ کتب خانہ رشیدیہ ' مدینہ کلاتھ مارکیٹ ' راجہ بازار ' راولپنڈی

☆ مکتبہ سید احمد شہید ' ۱۰ الکریم مارکیٹ ' اردو بازار ' لاہور

☆ مولانا خلیل الرحمٰن راشدی صاحب جامعہ ابوہریرہؓ چنوں موم ضلع سیالکوٹ

اس کے علاوہ اکوڑہ خٹک اور پشاور کے ہر کتب خانہ میں یہ کتاب دستیاب ہے

آئینۂ کتاب

پہلی فصل ...... دلائلِ شرعیہ ۲۱

دوسری فصل

تیسری فصل

بعض اہلِ علم اور زائغین کے شبہات اور جوابات ۸۳

دُعائیہ

الحمد للّٰہ و کفٰی و سَلامٌ علٰی عبادہ الذین اصطفٰی، اما بعد !

محترم و مکرم حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مردانی قابلِ ستائش و تحسین ہیں۔ کہ انہوں نے مکانۃ اللحیۃ فی الإسلام کے سلیس ترجمے سے اردو دان طبقہ کو ایک شاندار علمی، دینی تحفہ سے نوازا ہے۔ بندہ نے "اسلام میں داڑھی کا مقام" کا بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ ماشاء اللہ مولانا موصوف نے پوری امانت و دیانت سے عام فہم سلیس اردو میں ترجمہ کرنے سے اس اہم موضوع سے استفادہ کے دائرہ کو وسیع تر کر دیا ہے۔

یہ درحقیقت فخر الاماثل خطیب اسلام حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی حفظہ اللہ و دعاء وکثرہ اللہ امثالہ کے آغوشِ تربیت میں رہنے کا ثمرہ ہے۔ ربّ العالمین جل جلالہ دونوں حضرات کے اس عظیم علمی کاوش کو شرفِ پذیرائی عطا فرما کر فرزندانِ اسلام کو اس تالیف سے استفادہ کی توفیق نصیب فرماوے۔

واللّٰہ من وراء القصد و بفضلہ مکرمہ تتمّ الصالحات وھو الموفّق للخیرات، وصلّی اللّٰہ تعالٰی علٰی خیر خلقہ محمد و آلہ و أصحابہ أجمعین الطیبین الطاھرین۔

کتبہ شیر علی عفا اللّٰہ عنہ

۱۴۲۹/۴/۳ھ
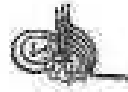
پیش لفظ

الحمد لحضرة الجلالة والصلوٰة والسلام علیٰ خاتم الرسالة.

شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب دامت برکاتہم کا نام نامی اسمِ گرامی سے کون واقف نہیں آپ محدث کبیر شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق نوراللہ مرقدہ کے علم کے امین ہیں۔ خود آپ کا درس حدیث وقرآن بہت مشہور ہے، تلامذہ کیلئے مقناطیس ہیں، طلباء آپ کے درس کے دیوانے ہیں، حدیث دل کو دل میں ایسا بٹھاتے ہیں کہ پھر مدتوں تک وہ بات نہیں بھولتی۔ آپ نے ایک کتاب لکھی جسکا نام ہے۔ ''اسلام میں داڑھی کا مقام'' جو عربی میں ہے۔ جامعہ ابوہریرہ کے منتہی طالب علم اور القاسم اکیڈمی کے رکن رکین مولانا سید حبیب اللہ مردانی جو ابھی جوانی میں ہیں خیر سے چند نادر کتب کے مؤلف بھی ہیں۔ ابھی طالب علم ہیں۔ لیکن محنت سے پڑھنے کا نتیجہ ہے کہ طالب علمی ہی کے دور میں علم وادب، تصنیفِ کتب کی طرف مائل بہ پرواز ہیں۔ ان کا ذوق دیکھتے ہوئے کہا جاسکتا ہے کہ تکمیل تک اچھی خاصی کتب کے مؤلف ہو جائینگے۔

یہ ان کی تازہ ترین کاوش ہے جس میں مولانا سید حبیب اللہ مردانی نے شیخ

الحدیث والتفسیر ڈاکٹر سید شیر علی شاہ صاحب کی کتاب جس کا عربی نام ''مکانة اللحیة فی الاسلام'' ہے کا اردو ترجمہ کر کے ڈاکٹر صاحب کے افکارِ عالیہ کو اردو دان طبقہ تک پہنچانے کی سعی کی ہے۔

یہ ایک عالمانہ، فقیہانہ علمی و تحقیقی کاوش اور طالبعلمانہ ترجمہ ہے، میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو قبولیت عامہ نصیب فرمائے۔ (آمین)

عبدالقیوم حقانی

صدر القاسم اکیڈمی جامعہ ابوہریرہ

برانچ پوسٹ آفس خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

یکم ربیع الثانی ۱۴۲۸ھ / اپریل 2007ء
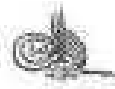
تقریظ

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب مدظلہٗ
مہتمم وشیخ التفسیر والحدیث جامعہ عربیہ احسن العلوم کراچی

الحمدلله الذی جل وعلا، وصلی الله وسلم علی رسوله المصطفیٰ و نبیه المجتبیٰ وأمینه علیٰ وحی السمآء و علیٰ اٰله النجباء وأصحابه الأتقیاء أفضل الخلائق بعد الأنبیاء۔ أما بعد!

شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی (دامت برکاتہم و فیوضہم) نے ایک زبردست کتاب "مکانة اللحیة فی الاسلام" لکھی ہے جب آپ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جائے نزولِ وحی اور دارالہجرۃ میں ۱۳۹۴ھ میں قیام پذیر تھے، حضرت شیخ نے جب عراق، اردن اور شام میں عرب نوجوان دیکھے جو داڑھی اور داڑھی والوں پر استہزاء کرتے تھے۔ تو آپ کے جوشِ ایمانی اور دینی حمیت نے میں اُبال آیا، اور بہت سے داڑھی منڈوانے والے سمجھدار لوگوں سے اس کے بارے میں بات چیت کی۔ تو خاص سنتِ نبوی ﷺ کی احیاء اور حجت پورا کرنے کی غرض سے یہ شاندار کتاب لکھی، اور اپنی گراں قدر کوششوں کے ساتھ اپنے آپ کو اس مسئلہ کو تحقیق میں تھکا دیا، جس کا تعلق

داڑھی سے ہے، مثلاً قرآنی آیتیں، روایات، آثارِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور اقوالِ مجتہدین وفقہاء، جو بڑی بڑی کتابوں میں تھے نہایت اچھے طریقے سے جمع فرمائے ہیں، اس بنیادی مسئلہ کے تمام پہلوؤں کو اچھی طرح مبرہن اور منور کیا ہے۔ اس موضوع کا حق ادا کیا ہے۔ اللہ کریم بہترین بدلہ عطاء فرمائے جو اللہ تعالیٰ اپنے غیور بندوں کو دیا کرتا ہے جو سننِ نبویہ (علی صاحبها ألف ألف سلام و تحية) کے زندہ کرنے کے لئے دن رات محنت کرتے ہیں۔ اللہ کریم آپ کی دینی وعلمی کاوش قبول فرما کر آپ کی میزانِ حسنات میں ڈال دے اور عام بندوں اور علم وعرفان کے طلباء کو اس سے مستفید فرمائے۔

واللّٰه من وراء القصد وهو ولی التوفيق وهو المستعان و عليه التكلان و صلى اللّٰه تعالىٰ علىٰ حبيبه المصطفىٰ و صفيّه المجتبىٰ و علىٰ آله و أصحابه نجوم الفضل و أعلام الهدى۔

كتبه محمد زرولی خان عفا اللّٰه عنه

۱۲/ محرم الحرام ۱۴۲۲ھ

عرضِ مترجم

نحمدهٗ ونصلی علی رسوله الکریم ۔ أمابعد !

بندۂ ناچیز پر تقصیر کا جب سے مادرِ علمی جامعہ ابوہریرہ کے بانی و مہتمم، اور سرپرست اعلیٰ، معروف اسکالر حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب دامت برکاتہم سے تعلق قائم ہے، تو ان کے عظیم کتب خانہ (جس کا شمار ملک کے چند ایک بڑے کتب خانوں میں ہوتا ہے) میں مختلف موضوعات پر کتب نظر سے گذریں۔ اس میں ایک اُستادِ مکرم شیخ التفسیر والحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر سید شیر علی شاہ المدنی دامت برکاتہم وفیوضہم کی کتاب ''مكانة اللحية في الإسلام'' بھی ہے۔ اس موضوع پر اس طرح جامع ترین کتاب راقم الحروف کی نظر سے نہیں گذری۔ حضرت ڈاکٹر صاحب مدظلہٗ کی ہر تصنیف ماشاء اللہ بے مثال اور عدیم النظیر ہے، مگر حضرت شیخ صاحب مدظلہٗ کی تمام تصانیف سوائے ''زبدۃ القرآن'' کے باقی عربی میں ہیں۔ جن سے عام لوگوں کے لئے استفادہ مشکل ہے۔ اس پُرفتن دور میں جب لوگ دین سے ناآشنا اور بے خبر ہوتے چلے جارہے ہیں اور اسلامی شعائر کی استہزاء کی جارہی ہے، بالخصوص داڑھی اور داڑھی والوں کا مذاق اُڑایا جارہا ہے، تو اس موضوع پر حضرت شیخ صاحب مدظلہٗ کی کتاب دین اسلام کی بہت بڑی خدمت اور عظیم کارنامہ ہے۔

قرآن وسنت اور اجماع سے وجوبِ داڑھی پر دلائل اور معترضین کے جوابات

نہایت اچھے انداز میں پیش کیے گئے' اردو دان طبقہ کی ضرورت کے پیش نظر اس رسالے کا اردو ترجمہ وقت کا اہم تقاضہ تھا ......

تو اسی ضرورت کے پیش نظر راقم الحروف نے اپنے محسن و مشفق اُستاد' مصنف کتبِ کثیرہ حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی صاحب مدظلہٗ سے اس بارے میں عرض کیا، آپ نے نہایت تشجیع اور حوصلہ افزائی فرمائی اور حضرت شیخ مدظلہٗ کے نام ترجمہ کرنے کی اجازۃ لینے کے سلسلہ میں خط بھی عنایت فرمایا۔ **فأجره على الله**۔ حضرت شیخ مدظلہٗ نے بھی تحریراً ترجمہ کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اور دعائیں بھی دیں۔

درحقیقت بندہ کی تمام نیک کاوشیں مادرِ علمی جامعہ ابوہریرہ کی خدمت اور استادِ محترم حضرت حقانی صاحب دامت برکاتہم کی شفقت و محبت کا ثمرہ ہے، اللہ کریم جامعہ کو تاقیامِ قیامت قائم و دائم رکھے اور حضرت الاستاد مدظلہٗ کی شفقت و محبت کا سایہ تاحیات بندہ کو حاصل ہو۔ (آمین)

بہرحال یہ ایک دیہاتی پٹھان کا اردو ترجمہ ہے' اردو میں طالب علمانہ ادب کی کمزوریاں ضرور ہوں گی مگر اس سے صرفِ نظر کر کے اصل مضمون کو سمجھنے کے ساتھ ان ادبی اغلاط کی اصلاح فرما کر مطلع فرمائیں تو نہایت ممنونِ احسان اور شکر گزار رہوں گا۔

اللہ کریم سے دُعا ہے کہ بندہ کی اس حقیری کاوش کو قبول فرما کر مزید اصلاحی و تعمیری کام کرنے کی توفیق عطاء فرمائے ....

کوئی سنتا نہیں خدا کے سوا　　　کوئی چارہ نہیں دُعا کے سوا

سید حبیب اللہ مردانی

رُکن القاسم اکیڈمی' جامعہ ابوہریرہ' خالق آباد نوشہرہ سرحد پاکستان

۴ صفر المظفر ۱۴۲۸ھ/۲۲ فروری ۲۰۰۷ء
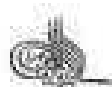
مُقَدِّمَہ

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد اللّٰہ الذی ارسل رسولہ بالھُدیٰ و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ' والصلوٰۃ والسلام علیٰ أشرف رُسلہ الذی جعلہ أسوۃ حسنۃ' و متممًا لمکارم الأخلاق 'وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ المتادبین باٰدابہٖ والمتخلقین بأخلاقہٖ: أما بعد!

بحث کا انتخاب اور سفرِ مسجد اقصیٰ:

میں اپنے مسلمان بھائیوں کو یہ رسالہ پیش کرتا ہوں جس کا نام مکانۃ اللحیۃ فی الإسلام (اسلام میں داڑھی کا مقام) ہے اور میرا دل خوشی اور جوشِ مسرت کے جذبات سے معمور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے میری دلی خواہش پوری کر دی۔

مسجدِ اقصیٰ کے سفر شوال ۱۳۸۶ھ کے دوران میں جب میں القدس مبارک کے ایک بازار میں جا رہا تھا کہ مجھے ایک مسلمان نوجوان نے آواز دی اے سکھ (Sikh) ہندوستان میں کفار کا ایک گروہ ہے، ان کی نشانی پگڑی باندھنا بغیر ٹوپی کے اور چوڑیاں پہننا اور سارے بدن سے بالوں کا نہ کاٹنا اور یہ ہندوؤں کے گروہ "گرونانک" کی تعلیمات کے تابع ہیں۔ وہ (گرونانک) ۱۵۳۸ء میں وفات پا گیا تھا۔

(المنجد فی الأعلام ص:۵۷۵ الطبعۃ الثانیۃ عشرۃ دار المشرق بیروت)

تو میں خاموش رہا۔ گویا کہ میں نے اس کی آواز سنی ہی نہیں اور یہ کوئی پہلا واقعہ

نہ تھا کہ بیت المقدس کی سرزمین پر میرے کانوں میں ایسی باتیں پڑ گئیں اور اس سے سخت قسم کی باتیں میں نے بغداد اور عمان شہر کے راستوں میں سنی تھیں۔ تو اس مقدسی نوجوان نے پھر گرجدار آواز میں کہا، تو میں حیران ہو گیا اور کھڑا ہو گیا۔ ایک قدم آگے لیتا اور دوسرا قدم پیچھے کرتا اور تردد میں ہوا کہ اس سے بات کرلوں یا چشم پوشی اور اعراض کرلوں۔ اس لئے کہ اجنبی اور مسافر کو یہ زیب دیتا ہے کہ جھگڑوں اور مباحثوں سے دور رہے۔ تو تیسری مرتبہ اس نے پھر تیز آواز سے کہا، اے سکھ! ایک قدم آگے گیا تو ضمیر نے فتویٰ دیا کہ جب دینی شعائر کی توہین ہو تو خاموش نہیں رہنا چاہئے بلکہ اس وقت خاموش رہنا کسی گونگے شیطان کی علامت ہے۔

مقدسی نوجوان کے ساتھ بات چیت :

تو میں نے کہا : اے مسلمان بھائی ! اللہ کے فضل و کرم سے میں مسلمان ہوں اور سکھ نہیں ہوں۔ تم نے مجھے کیسے ان کلمات سے آواز دی اور تو کئی مرتبہ ہنسا، تمہاری حالت نے مجھے تعجب میں ڈالا کہ مسجد اقصیٰ کے پڑوس میں مبارک زمین اور مقدس شہر میں سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر استہزاء کیا جاتا ہے اور اسلامی فیشن اور دینی وقار پر ہنسا جاتا ہے اور تمہیں معلوم نہیں کہ داڑھی ہمارے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور یہ مسلمانوں کی نشانی اور علامت ہے۔ تو مجھے وہ کہنے لگا کہ تمہاری اس بات پر تمہارے پاس کیا دلیل ہے؟

میں نے کہا کہ دلائل تو بہت زیادہ ہیں، اور چند صحیح اور صریح احادیث بیان کر دیئے جو داڑھی کے وجوب پر دلالت کرتی تھیں۔ جب دیگر دوکانداروں نے یہ بات سنی تو میرے اردگرد جوان اور بوڑھے جمع ہو گئے تو ایک جاننے والے شخص نے میرے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر کہا کہ حضرت ! اسے معاف کیجئے، یہ اپنے گمان میں خطا ہوا ہے۔ میں نے عرض کیا کہ کیا اس شہر میں سکھ ہیں؟ یا اس نے کبھی سکھ دیکھا ہے؟ تو اس ہنسنے والے (استہزاء

کرنے والے) نوجوان نے کہا کہ مجھے اپنے والد صاحب نے بتایا تھا کہ جب برطانیہ کی فوج ''القدس'' شہر میں عالمی جنگ کے لئے داخل ہوئی اور فوجی کیمپوں میں بسنے لگی تو اس میں سکھوں کا بٹالین بھی تھا اور وہ سب داڑھی والے تھے۔

میں نے کہا ہائے افسوس اس نئی نسل کے ضائع ہونے پر اور مسلمان بچوں کی نافہمی پر، تمہارے باپ نے تو تجھے ''القدس'' میں سکھوں کی آمد کا قصہ یاد کروایا ہے مگر اسلام اور دین کے احکامات نہیں سکھائے کہ تمہارے شجاع و بہادر دادا اور عزتمند سب داڑھی والے تھے۔ قرآن وحدیث پر عمل کرتے تھے اور ان کی داڑھی سکھوں کی طرح نہ تھی، اس لئے کہ سکھ اپنی داڑھیوں کو دھاگوں سے باندھتے ہیں اور اپنی مونچھیں نہیں کاٹتے اور تمام جسم سے بال نہیں کاٹتے، تو وہ نوجوان اور تمام سننے والے حضرات مطمئن ہوگئے، جب میں نے داڑھی کی شان میں احادیث پڑھیں۔

مقدسی کا معافی مانگنا :

اس نوجوان نے کہا کہ مجھے بہت افسوس ہے میں سمجھا نہیں اور تمہیں اس نام سے پکارا۔ میں نے قصداً ایسا نہیں کیا تھا۔ میں نے کہا کہ میں اپنی عزت کی حفاظت پر غیرت کی خاطر نہیں آیا ہوں بلکہ داڑھی پر تمہاری اس پکار نے غمزدہ کیا کہ یہ مسلمانوں کا شعار ہے اور اسلامی شعائر میں سے ہے اور مسلمانوں کو اس کے رکھنے اور حفاظت کرنے کا حکم دیا گیا ہے، کاٹنے اور بے عزتی کرنے کا نہیں۔ اور یہ نوجوان بار بار اقرار کرتا کہ یہ جرم پھر نہیں کروں گا اور اپنی دکان سے باہر آکر مجھے گلے لگایا اور میرا ماتھا چوما اور بار بار کہتا کہ مجھے معاف کرو۔ تو اس کا چہرہ میری آنکھوں میں برا لگنے کے بعد بہت اچھا لگا اور میں چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ لمبی بات چیت کرلوں مگر اس درمیان مسجد اقصیٰ کے مناروں سے عصر کی اذان حائل ہوگئی۔ تو میں مسجد کی طرف روانہ ہوا اور راستے میں مسلمانوں کی تعلیمی سطح کے گرنے اور دینی احکامات سے دور رہنے پر غور وفکر کرتا رہا۔

نمازیوں کی تعداد :

جب میں نماز سے فارغ ہوا تو نمازیوں کو گننے لگا وہ تمام ترپن (۵۳) آدمی تھے اور اکثر وہ تھے جو بری راستے سے حج کے ارادہ سے مختلف ممالک سے آئے تھے، تو میرا درد وغم اور بھی زیادہ ہوگیا کہ مسلمان ملت اپنے دین سے غفلت برتنے اور ارکانِ اسلام سے بے توجہی کرنے اور خصوصاً نماز جو دین کا ستون ہے اور جب بیت المقدس میں مسلمانوں کا یہ حال ہے کہ دلوں کو دُکھاتا ہے تو دیگر شہروں کا کیا کہنا؟ یہ اس لئے کہ مسجد اقصیٰ کو شرق وغرب سے لوگ آتے ہیں پھر بھی شہر والے مسجد کے صحن میں انگلیوں کے شمار پر اور وہ بھی بوڑھے۔

ہندوستانی علماء سے ملاقات :

دوسرے دن ''القدس'' کے شہر میں تین ہندوستانی علماء سے میری ملاقات ہوئی، جنہوں نے داڑھیوں کو چادروں میں چھپا لیا تھا۔ میں نے ان سے پوچھا کہ یہ نقاب کیوں؟ تو انہوں نے کہا یہ لڑکے داڑھیوں کا استہزاء کرتے ہیں اور ہنستے ہیں تو اس لئے ہم نے داڑھیاں نقاب سے چھپائی ہیں، تو میں نے ان سے عرض کیا کہ ان سے ڈرو مت بلکہ ان سے بات کرو اور اسلام میں داڑھی کا مقام واہمیت واضح کرو۔

ائمۂ مساجد بھی داڑھی منڈاتے ہیں :

تو ایک آدمی بہت رویا اور کہا کہ ہم اپنے وطن میں یہ خیال کرتے تھے کہ عرب مسلمان عظمتِ اسلام کے خوبصورت نمونے اور اُمت اسلامیہ کے بہترین اکابر ہوں گے مگر جب ہم بحری جہاز سے بصرہ کی بندرگاہ پر اُترے اور عرب مسلمان دیکھے کہ داڑھی منڈوائی ہے تو ہم حیران رہ گئے اور پھر جب ظہر کی نماز کے لئے مسجد گئے تو بے ریش (داڑھی منڈا) امام مصلی پر کھڑا ہوا، اور پیچھے مسلمان بھی اسی طرح کے تھے۔ جب ہم نماز

سے فارغ ہوئے تو سب ہماری طرف دیکھتے اور ہماری داڑھیوں سے متحیر تھے۔ ہم نے بصرہ، کوفہ، بغداد، شہر فلوجہ، رمادی، عمان اور القدس میں ایک امام بھی داڑھی والا نہیں دیکھا، تو میں نے کہا کہ میں بغداد میں تین داڑھی والے علماء کی زیارت سے مشرف ہوا ہوں۔ ایک فضیلۃ الشیخ عبدالقادر خطیب جامع الأعظمیه (الأعظمیه: بغداد کے ایک محلے کا نام ہے اس میں امام اعظم ابوحنیفہ کی قبر بھی ہے) اور دوسرا "باب الشیخ" کے مدرسہ قادریہ میں صدر مدرس فضیلۃ الشیخ عبدالکریم الکردی اور اسی طرح "الإسلام بین العلماء والحکام" کے مؤلف مجاہد کبیر، سماحۃ الشیخ عبدالعزیز البدری۔ لیکن مجھے اس عالم نے بتایا کہ میرا دل غم کی وجہ سے خون کے آنسو روتا ہے جب میں نے عرب بھائیوں کی یہ حالت دیکھی کہ یہ کس طرح یہود و نصاریٰ کی تقلید میں پھنسے ہوئے ہیں ....

کر بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ

(علامہ اقبال)

عرب نوجوان داڑھی پر استہزاء کرتے ہیں :

ایک مسلمان اجنبی مسافر مسلمان اور عیسائی کے مابین فرق نہیں کر سکتا اور مسلمان نوجوان ہم پر ہنستے اور ہمارے کپڑوں اور داڑھیوں سے متحیر تھے اور جب ہم پاسپورٹ دفتر آتے، تو ہم عجمی مسلمان غیروں کی صف میں کھڑے ہوتے اور عرب عیسائی مسلمان عربیوں کے ساتھ کھڑے ہوتے اس لئے کہ بندرگاہ اور ہوائی اڈوں کے دفاتر میں دو کھڑکیاں ہوتی ہیں۔ ایک کھڑکی کے بورڈ پر للعرب لکھا ہوتا ہے اور دوسری کھڑکی کے بورڈ پر للأجانب للعرب والی کھڑکی کے سامنے عیسائی جو عربی بولنے والے ہوتے ہیں اور مسلمان عرب

کھڑے ہوتے ہیں۔ اور لاجانب کھڑکی کے سامنے وہ مسلمان جو پاکستان' افغانستان وغیرہ ملکوں کے ہوتے ہیں کھڑے ہوتے ہیں۔ شراب کی دکانیں کھلی ہوتیں، سینما ہال مسلمان نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں سے بھرے رہتے اور اس طرح سٹیڈیم، پارک اور ہوٹل بھی لڑکوں اور لڑکیوں سے بھرے ہوتے، اور مسجدیں نمازیوں سے خالی تھیں اور دینی مدارس نہیں تھے، تو آخر کب یہ عالم اسلام اس اندھیری رات کے خوابوں سے جاگ اُٹھے گا۔ حالانکہ اسلام کے دشمن ان پر ایسے جمع ہیں جیسا کہ کھانے والے دسترخوان پر جمع ہوتے ہیں۔

میں ان علماء کے ساتھ القدس شہر میں الزاویۃ الہندیۃ (ہندی مسافر خانہ میں پندرہ دن رہا اور عمان شہر میں دس دن اور ہر روز نوجوانوں سے داڑھی کے بارے میں عجیب عجیب باتیں سنتا۔ تو اس سفر میں میں نے ارادہ کرلیا کہ ایک کتاب "**مكانة اللحية في الإسلام**" کے عنوان سے (اسلام میں داڑھی کا مقام اور اہمیت) لکھوں گا اور یہ رسالہ تین فصلوں پر مشتمل ہوگا۔

پہلی فصل :

پہلی فصل میں وہ دلائل ہیں جو داڑھی کے طول اور مونچھوں کے کم کرنے کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

دوسری فصل :

اس میں وہ عقلی دلائل ہیں جو داڑھی کی اہمیت پر دلالت کرتی ہیں۔

تیسری فصل (خاتمہ) :

بعض لوگوں کے شبہات پر رد کے بارے میں۔

پہلی فصل :

دلائلِ شرعیہ

مشرکین کی مخالفت کرو :

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ : قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ : خَالِفُوا الْمُشْرِكِيْنَ وَ فروا اللحى واحفوا الشوارب.

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی پوری رکھو اور مونچھیں کم کرو۔

اللحية : رُخسار اور ٹھوڑی کے بالوں کو کہتے ہیں۔ اس کی جمع لِـحَى لُحَى آتی ہے۔ اللحى انسان کی داڑھی کی پیدائش کی جگہ کو کہتے ہیں جمع لحیان آتی ہے۔

یہ روایت امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں روایت کی ہے۔ (کتاب اللباس، باب تقليم الأظفار میں حدیث نمبر ۵۸۹۲ فتح الباری ۱۰/۳۴۹ موسسہ مناھل العرفان بیروت)

''التوفير'' کا معنی پورا کرنا جیسے لوگ کہتے ہیں ''وفّر عليه حقه توفيرا'' یعنی اپنے حق کو بالکل پورا ادا کرو' اور ''الموفور'' پوری اور مکمل چیز کو کہتے ہیں۔

اور 'الإحـــفـــاء' کاٹنے میں پوری کوشش کرنا جیسا کہ عربی میں بولا جاتا ہے کہ

أحفى شاربه ! یعنی مونچھوں کے کاٹنے میں پوری کوشش کی۔(الصحاح للجوھری: ج۶ص ۲۳۱۶)

دوسری روایت میں ہے کہ ''جزوا الشوارب وارخوا اللحى خالفوا المجوس ''مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں بڑھاؤ اور مجوس کی مخالفت کرو۔'' الجز'' بمعنی قطع کے آتا ہے جیسا کہ عرب کہتے ہیں'' جزرت البر والنخل والصوف ''یعنی میں نے گندم کھجور اور بھیڑ کے بال کاٹے، یا کہتے ہیں کہ :

''هذا زمن الجز'' یہ فصل کاٹنے اور کھجور کاٹنے کا زمانہ ہے۔ (الصحاح للجوهری: ج۳ ص۸۶۸ ......احمد عبد الغفور عطار دارلعلم للملايين الطبعة الثالثة ۱۴۰۴ھ)

''الإرخاء'' لٹکانے کو کہتے ہیں۔

ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ :

'' أمرنا بإعفاء اللحية ''......ہمیں نبی علیہ السلام نے داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ الإعفاء: کثرت کو کہتے ہیں، اور'' عفا الشعر '' سے لیا گیا ہے یہ عرب تب کہتے ہیں کہ جب کوئی چیز زیادہ ہو جائے، تو یہ صحیح احادیث صراحۃً دلالت کرتی ہیں کہ مشرکین اور مجوس داڑھیاں کاٹتے اور مونچھیں لمبی چھوڑتے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ مشرکین اور مجوس کی مخالفت کرو اور یہ بالکل واضح بات ہے، اس میں کوئی شک وشبہ کی گنجائش نہیں۔ اور یہ احادیث داڑھی کے مسئلے کے مثبت اور منفی پہلوؤں پر دلالت کرتی ہیں کہ نہ اس کو کاٹو اور نہ کم کرو، جیسا کہ مشرکین اور مجوس کرتے ہیں کہ ان کی مشابہت سے بچ جاؤ، بلکہ داڑھیوں کو بڑی اور لمبی چھوڑ دو تا کہ انبیاء اور مرسلین کی مشابہت سے مشرف ہو جاؤ، اور جب ہم نے احادیث مبارکہ کی کتابیں دیکھیں تو ایسے الفاظ پائے جو داڑھی کے رکھنے اور لمبی کرنے پر دلالت کرتے ہیں۔

داڑھی کا وجوب بصیغۂ امر :

اور وہ تمام کلمات جو ''اعفوا، أوفوا، وفروا، أرخوا'' کے صیغوں سے منقول ہیں۔ تمام قولی روایات ہیں اور امر کے صیغے ہیں۔ امر کا حقیقی معنی وجوب ہے اور امر کا اباحت اور استحباب کے لئے ہونا یہ تو اس کا معنیٰ مجازی ہے۔ اس لئے کہ حقیقت کی علامت (التبادر والعراء عن القرینة. : حقیقت کی پہچان یہ ہے جو معنی لفظ کے سننے بغیر قرینہ کے ذہن میں آجائے) ہے اور معنیٰ مجازی کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے اور اس مسئلہ میں (جس سے بحث کی جاتی ہے) ایسا کوئی قرینہ نہیں پایا جاتا جو کہ امر کو معنی حقیقی سے پھیرنے والا ہو اور قرینہ کی عدم موجودگی ہے۔ یعنی معنی حقیقی کی علامت یہ ہے کہ وہ فوراً لفظ کے کہنے سے ذہن میں آجاتا ہے اور حقیقی معنی کو قرینہ کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اور مجازی معنی وہ ہے جس کی طرف ذہن فوراً متوجہ نہیں ہوتا۔ نیز مجازی معنی کے لئے قرینہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ تو شرعی وجوب نفسِ صیغۂ امر سے معلوم ہوا جو ایسے الفاظ کے ساتھ آیا ہے جن کا معنی ایک دوسرے کے قریب ہے، کسی تاویل کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہیں کہ صیغۂ امر کو مستحب پر حمل کرے۔ اس لئے کہ اس کا وجوب صیغۂ امر سے ثابت ہوتا ہے۔ جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے فرماتے ہیں کہ :

أنه أمر باحفاء الشوارب وإعفاء اللحية۔

(رواہ مسلم فی کتاب الطهارة فی باب الفطرة حدیث نمبر ۱ :۵۳)

کہ انہوں نے حکم دیا کہ مونچھوں کو کم کرو اور داڑھیوں کو لمبی کرو۔

أَمَرَ لفظ سے وجوب کا معنیٰ ثابت ہوا اور أمر کے صیغہ نے مستحب ہونے کے احتمالات کو بھی ختم کر دیا۔ یہ صریح نصوص داڑھی کے لمبی کرنے اور مونچھوں کو کم کرنے اور تراشنے پر دلالت کرتے ہیں۔ پھر بھی متاولین کے دلوں میں شک وتردد پیدا ہوتا ہے کہ ان

روایتوں سے صرف مثبت پہلو سامنے آیا اور جانب سلبی (کاٹنے کی حرمت) وہ ثابت نہیں اور جب تک جانب سلبی کا تحقق نہیں ہوتا تو جانب ثبوتی بھی مضبوط نہیں ہوتا تو ہم ان اعتراض کرنے والوں سے کہتے ہیں کہ اُصول کا ایک قاعدہ یہ شبہ اور شک دلوں سے ختم کرتا ہے، وہ یہ کہ ایک چیز پر حکم کرنا مستلزم ہے اس کی ضد سے منع کرنے کو، کیونکہ اگر اس کی ضد پر عمل کرنا باقی رہے تو یہ خالی نہیں ہوگا یا تو مامور بہ واجب العمل ہوگا یا نہیں؟ پہلی صورت تو خلاف واقعہ ہے اور دوسری صورت میں اجتماع ضدین ہے۔ اس لئے کہ ایک ہی چیز واجب العمل بھی ہو اور غیر واجب العمل بھی تو یہ نہیں مگر اجتماع ضدین ہے اور یہ بالاتفاق محال ہے تو مستلزم بھی محال ہے۔ تو یہ ثابت ہوا کہ ایک چیز پر حکم لگانا یہ اس ضد میں کی نفی کو بھی مستلزم ہے تو داڑھی لمبی کرنے کے وجوب نصِ حدیث کی وجہ سے ثابت ہوا، اور اس طرح اس کی ضد داڑھی کاٹنے کی حرمت بھی ثابت ہوئی۔

ہاں! کہ داڑھی لمبی کرنے کا وجوب، دلالت مطابقی کے ساتھ ثابت ہوا اور کاٹنے کا حرام ہونا ثابت ہوا دلالتِ التزامی کے ساتھ، اگر یہ معترض اُصولوں کے اس قاعدے پر قانع نہ ہوا اور ایسی دلیل و حجت کا طلبگار ہو جو صراحتاً مونڈنے کی حرمت پر دلالت کرتی ہو، تو یہ قول ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا:

"خالفوا المشركين جزّوا الشوارب وارخوا اللحى"۔
مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھی لمبی کرو۔

اور آنحضرت ﷺ کا قول: "خالفوا المجوس" مجوس کی مخالفت کرو۔

یہ دلالت کرتا ہے مونڈنے کے حرام ہونے پر..... تو 'خالفوا المشركين' اور 'خالفوا المجوس' کا معنی یہ ہے کہ داڑھی مت کاٹو۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان صریح احکام میں ان کی مشابہت سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا ہے کہ انبیاء و مرسلین کی مشابہت اختیار کرو۔ تو یہ احادیث مبارکہ دونوں اطراف کو شامل ہیں یعنی جانب ثبوتی

(داڑھی رکھنا اور لمبی کرنا) اور جانب سلبی (کاٹنے کی حرمت)۔

اس طرح داڑھی کاٹنے والوں کا واقعہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں یمن سے آئے تھے۔

روایت ہے کہ مجوس کا ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا، اس نے داڑھی کاٹی ہوئی تھی اور مونچھیں لمبی کی ہوئی تھیں، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ یہ میرا دین ہے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے دین میں ہے کہ مونچھیں چھوٹی اور داڑھی لمبی کرو۔ (المصنف لابن ابي شيبة كتاب الأدب باب يؤمر به الرجل من أعفاء اللحية والأخذ من الشارب : ۱۱۰۱۶ حديث : ۱۱)

اور اس سے اور بھی صراحت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دو شخصوں کو فرمایا تھا جو "باذان" نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجے تھے، انہوں نے داڑھیاں کاٹی تھیں اور مونچھیں لمبی رکھی تھیں۔ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو دیکھنا گوارا نہ فرمایا اور فرمایا کہ تمہارے لئے ہلاکت ہو تمہیں کس نے اس طرح کرنے کا بتایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ربّ (بادشاہ) نے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے ربّ نے تو مجھے حکم دیا ہے کہ داڑھی لمبی کرو اور مونچھیں چھوٹی کرو۔ (۱)

(۱) یہ واقعہ "ابن اثیر" نے "باب مكاتبة الرسول صلى الله عليه و سلم إلى الملوك" میں نقل کیا ہے اور کسریٰ بادشاہ کے پاس عبداللہ بن حذافہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط لائے تو بادشاہ نے خط پھاڑ دیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی بادشاہت ختم ہو۔ خط مبارک اس طرح تھا:

بسم الله الرحمن الرحيم من محمد رسول الله إلى كسرى عظيم فارس،

سلام على من اتبع الهدى وامن بالله و رسوله وشهد أن لا إله إلا الله وأن محمداً عبده و ...... رسوله، و إني أدعوك بدعاء الله، و إني رسول الله إلى الناس كافة لأنذر من كان حياً ويحق القول على الكافرين، فأسلم تسلم و إن توليت فإن اثم المجوس عليك۔

تو کیا ایک منصف مسلمان کے لئے ان صحیح احادیث اور مجوسیوں کے اس واقعہ میں نظر کرنے کے بعد کیا تردّد اور شک باقی رہتا ہے، داڑھی کے لمبی کرنے اور مونچوں کے چھوٹا کرنے میں اور کیسے رہے گا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے دیکھنے کو بھی برا مانا ؟ اور

(گذشتہ سے پیوستہ) ترجمہ: ''محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے فارس کے بادشاہ کسریٰ کو۔ سلامتی ہو اس شخص پر جو ہدایت کا تابع ہو، اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لایا ہو اور گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا عبادت کے لائق کوئی نہیں اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا بندہ اور رسول ہے اور میں تجھے دعوت دیتا ہوں اللہ کی دعوت سے اور میں تمام لوگوں کی طرف اللہ کا رسول ہوں، تا کہ ڈراؤں اللہ کے عذاب سے وہ جو زندہ ہیں اور حجت تام ہو کفار پر، تابع ہو جاؤ تو امن میں رہو گے، اگر منہ پھیر لیا تو مجوسیوں کا گناہ تمہارے ذمہ ہوگا''

جب بادشاہ نے خط پڑھا اور پھر پھاڑا اور کہا ''میرا غلام اور مجھے اس طرح لکھے؟ پھر باذان کو خط لکھا وہ اس وقت یمن میں تھا کہ اس حجازی آدمی کے پاس دو مضبوط آدمی بھیجو تا کہ اسے میرے پاس لے آئیں تو باذان نے دو آدمی بھیجے، ایک ''بابویہ'' کہ یہ کاتب اور حساب کرنے والا تھا۔ دوسرا ''خرخسرہ'' فارسی آدمی تھا اور آپ ﷺ کو یہ لکھا کہ ان دونوں کے ساتھ کسریٰ کے ہاں حاضر ہو جاؤ اور بابویہ کو کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخبار لاؤ گے۔ قریش نے جب یہ سنا تو بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے کہ خوشی مناؤ، شہنشاہ کسریٰ سامنے آیا ہے، تم سب کی طرف سے کافی ہو جائے گا۔ دونوں روانہ ہوئے یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے۔ داڑھی کاٹی ہوئی تھے اور مونچھیں لمبی تھیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھنا بھی پسند نہ کیا اور فرمایا ''ویلکما من أمر کما بھذا'' تمہارے لئے ہلاکت ہو کس نے تمہیں یہ حکم دیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے رب نے (بادشاہ نے) تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے میرے رب نے داڑھی لمبی کرنے اور مونچھیں تراشنے کا حکم دیا ہے تو انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا مطلب سمجھایا۔ اور کہا کہ اگر تو ہمارے ساتھ چلتا ہے تو باذان تمہارے بارے میں کسریٰ کو لکھے گا اگر نہیں مانتے ہو تو وہ تمہیں اور تمہارے قوم کو ہلاک کردیگا۔

تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فرمایا کہ تم چلے جاؤ اور کل آنا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آسمان سے خبر آئی کہ کسریٰ پر اللہ تعالیٰ نے اس کے بیٹے ''شیرویہ'' کو مسلط کیا ہے اور اس نے اس کو فلاں مہینے کی فلاں رات کو قتل کر دیا ہے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں کو بلایا اور کسریٰ کے قتل کی خبر سنائی اور فرمایا کہ اسے کہو میرا دین اور سلطنت کسریٰ کی بادشاہت تک پہنچے گی اور یہ اونٹ اور گھوڑے آخری علاقے تک پہنچیں گے اور فرمایا کہ باذان سے کہو کہ مسلمان ہو جاؤ اگر مسلمان ہوئے تو اپنے عہدے پر قائم رہو گے اور اپنی قوم کے سردار رہ جاؤ گے، پھر ''خرخسرہ'' کو سونے چاندی کی ایک اینٹ دے دی' جو کسی بادشاہ نے ہدیہ میں دی تھی۔ دونوں نکل گئے۔ باذان کے پاس گئے اور واقعہ بیان کیا تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ہے یہ تو کسی بادشاہ کی باتیں نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ نبی ہے۔

بد دعا کیا ''ویلکما'' کے ساتھ۔ باوجود اس کے کہ وہ کافر تھے۔ اس لئے کہ یہ طریقہ فطرتِ سلیمہ کے خلاف تھا، تو ان قوموں کا کیا حال ہوگا؟ جو داڑھی کاٹنے پر مصر رہتے ہیں اور یہ اعتراف کرتے ہیں کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہیں۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب ان لوگوں کو قیامت کے روز دیکھیں گے جو مجوسیوں کی طرح داڑھی کاٹنے والے اُٹھائے جائیں گے۔ ان سے ناراض نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس بڑے تاوان اور عظیم رسوائی سے بچائے' اگر ایک عقلمند آدمی ان تصریحات اور نصوص پر سوچے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بصیغۂ امر منقول ہیں۔ (۱) ''لفظ امر کے ساتھ (۲) '' خَالِفُوا لْمَجُوْس '' کے کلمہ کے ساتھ (۳) ''خالفوا الْمُشْرِكِيْنَ'' کے کلمہ کے ساتھ (۴)

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول کہ ''لکن فی دیننا أن نحفی الشارب و أن نعفی اللحی'' ۔(۵) اور یہ قول کہ : ''لکن أمرنی ربی أن أعفی لحیتی و أقص شاربی'' تو یقین آجائے گا کہ داڑھی رکھنا دین کے فرائض اور اسلام کے شعائر میں سے ہے۔ یہ نہیں کہ مستحب اور جائز کام ہے اور نہ ان کاموں میں سے ہے جو اس زمانہ یعنی خیر القرون کی عادات پر محمول تھا۔

(گذشتہ سے پیوستہ) ...... دیکھتے ہیں کہ اگر اس کی یہ بات سچ ہو تو یہ بھیجا ہوا نبی ہے، اگر نہیں تو پھر اپنی رائے کو دیکھیں گے۔ بس تھوڑا وقت بھی ابھی نہیں گزرا تھا کہ ''شیرویہ'' کی طرف سے کسریٰ کے قتل کا خط آیا کہ میں نے اس کو اس لئے قتل کیا ہے کہ اس نے فارس والوں جیسے شریف لوگوں کے قتل کو اپنا مقصدِ زندگی بنایا تھا اور اسے کہتا ہے کہ یمن والوں سے میرے لئے بیعت لو اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے سے باز آجاؤ۔ تو جب شیرویہ کا خط آیا تو اس نے اسلام قبول کیا اور اس کے ساتھ فارسیوں نے بھی اسلام قبول کیا تو حمیر کو خرخسرہ مجزہ والے سے مسمّی کیا جاتا تھا اور مجزہ کو حمیر کی لغت میں المنطقہ کہتے ہیں۔ (الکامل فی التاریخ لابن الأثیر الجزری: ۹۷/۲ دار الکتب العلمیہ بیروت طبعہ اولی ۱۴۰۷ھ)

(۱) صحیح مسلم: ۲۲۲/۱ حدیث: ۲۵۹،۵۲ اور آنحضرت ﷺ کا قول ہے کہ مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھی بڑھاؤ۔ (کتاب الطھارۃ خصال الفطرۃ) (۲) مندرجہ بالا حوالہ نمبر ۲۵۹/۵۳ کہ آنحضرت ﷺ نے مونچھیں چھوٹی کرنے اور داڑھی بڑھانے کا حکم دیا ہے۔ (۳) حوالۂ بالا حدیث نمبر ۲۶۰،۵۵ ...... (۴) حوالۂ بالا حدیث نمبر ۵۴ ...... (۵) المصنف لابن ابی شیبہ مکتبہ امدادیہ ملتان۔

داڑھی رکھنا فطرت کا حصہ ہے :

امام مسلمؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ :

’’قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم : خالفوا المشر کین أحفوا الشوارب و أوفوا اللحی‘‘۔

ترجمہ : فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں چھوٹی کرو، اور داڑھیاں لمبی کرو۔

اور ابن حمزہ الحسینی نے اس سابقہ حدیث سبب ورود اس طرح بیان کیا ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ مجوس کا تذکرہ کیا تو فرمایا کہ : ’’ إنهم یوفرون سبالهم و یحلقون لحاهم فخالفوهم ‘‘(۸) وہ مجوس مونچھیں لمبی کرتے ہیں اور داڑھیاں کاٹتے ہیں تو ان کی مخالفت کرو۔

داڑھی رکھنا دینی فرائض اور اسلامی شعائر میں سے ہے :

ابن النجار نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عجمیوں کا ایک گروہ اور وفد آیا، جنہوں نے داڑھیاں کاٹی تھیں اور مونچھیں لمبی رکھی تھیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’ أحفوا الشوارب وأعفوا اللحی ‘‘۔(۹) مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھیاں رکھو۔

دس چیزیں فطرت سے ہیں :

امام مسلمؒ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

---

(۶) الکامل لابن اثیر: ۲/۷۹ دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول: ۱۴۰۷ھ (۷) صحیح مسلم: حدیث نمبر ۲۵۹،۵۴۔

(۸) کتاب البیان والتعریف فی اسباب ورود الحدیث: ۱/۱۲۵ باب خصال الفطرۃ۔ (۹) کتاب البیان والتبیان: ۱/۱۳۵

''عشر من الفطرة قص الشوارب و إعفاء اللحية والسواک و استنشاق الماء وقص الأظفار ونتف الإبط وحلق العانة و غسل البراجم وانتفاص الماء"۔

ترجمہ : دس چیزیں فطرت سے ہیں :

(۱) مونچھیں چھوٹی کرنا (۲) داڑھی لمبی رکھنا (۳) مسواک کرنا

(۴) ناک میں پانی ڈالنا (۵) ناخن کاٹنا (۶) بغل کے بال نکالنا

(۷) زیر ناف بال کاٹنا (۸) انگلیوں کے جوڑوں کو دھونا

(۹) اندام مخصوص اور شلوار پر پانی چھڑکنا۔(۱)

یہ دس چیزیں فطرت سے شمار کی گئی ہیں اس لئے کہ طبیعت صحیحہ وسلیمہ یہ چیزیں اس وجہ سے پسند کرتی ہے کہ اس میں نظافت و پاکیزگی اور خوبصورتی پر محافظت ہے اور صاحب مجمع البحار نے اس حدیث کی تشریح میں فرمایا ہے کہ ''عشر من الفطرة '' کا مطلب من السنة ہے اور سنت بھی تمام انبیاءِ کرام علیہم الصلوات والتسلیمات کی۔ اور تمام شریعتیں اس پر متفق ہیں تو گویا یہ ایک فطرتی چیز ہے کہ تمام لوگ اس پر پیدا ہوئے ہیں۔

داڑھی رکھنا تمام انبیاءِ کرام کی سنت ہے :

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں: علمائے کرام فرماتے ہیں کہ اس سے مراد تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام کی سنت ہے۔ تو یہ حدیث اس پر واضح دلیل ہے کہ داڑھی رکھنا اور مونچھیں کاٹنا تمام آسمانی شریعتوں میں پرانی بات ہے اور تمام انبیاء علیہم الصلوت والتسلیمات کی سنت بھی ہے۔ أولئک الذین هدی الله فبهدهم اقتده۔ (الانعام:۹۰)

اور ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں یعنی یہ خصلتیں ان تمام انبیاء علیہم السلام کی

(۱) رواہ مسلم: ۲۲۳/۱ حدیث نمبر ۵۶ کتاب الطہارۃ باب خصال الفطرۃ، زکریا صاحب فرماتے ہیں کہ مصعب نے فرمایا کہ دسواں بھول گیا ہوں مگر غالب یہ ہے کہ منہ میں پانی ڈالنا یعنی مضمضہ کرنا ہے۔

ہیں جن کے اتباع کا ہمیں حکم دیا گیا ہے، تو گویا کہ ہم اس پر پیدا ہوئے ہیں۔ اسی طرح اکثر علماء سے نقل کیا ہے اور یہی اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب و مقصد ہے۔

وإذابتلٰی إبراهیم ربه بکلمٰت (البقرۃ:۱۲۴)

اور بعض علماء کا قول ہے کہ یہ وہ سنت ہے۔ جس پر حضرت ابراہیم علیہم السلام عمل پیرا تھے اور لوگ بھی اس پر پیدا ہوئے ہیں اور ان کی عقلوں میں یہ بات مزین ہوئی ہے اور یہ بات واضح ہے اور دین کے توابع میں سے ہے اور فطرت بھی تو دین کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فطرت الله التی فطر الناس علیها ۔(روم:۳۰) یعنی اللہ تعالیٰ کا وہ دین جو پہلے بشر کے لئے پسند کیا تھا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ان انبیاء علیہم السلام کی سنت مراد ہے جن کے اتباع اور اقتداء پر ہمارے پیغمبر ﷺ مامور ہیں۔ جیسا کہ: "فبهدهم اقتده" (الأنعام:۹۰) میں اور أن اتبع ملة إبراهیم حنیفًا. (النحل:۱۲۳) میں۔

داڑھی کے مسئلے میں دلیل کی حاجت نہیں:

اور جس نے بھی فطرت کے معنی میں سوچا تو وہ سمجھ جائے گا کہ داڑھی کو بڑھانا تو بدیہات (واضح کاموں) میں سے ہے، دلیل کا محتاج نہیں۔ اس لئے کہ طبعی اور پیدائشی چیزیں تو بغیر تعلیم و تلقین کے معلوم ہوتے ہیں، جیسے بھوک اور پیاس بغیر کسی دلیل اور حجت کے موجود ہوتی ہیں۔ اس لئے کہ امرِ طبعی پر دلیل تو خواہش ہے اور جسے بھوک یا پیاس لگی ہو تو اس سے کوئی کیسے اور کیوں کے ساتھ نہیں پوچھ سکتا اور جسے دن رات میں بھوک لگتی ہو اور نہ پیاس، تو اس سے ان کا سبب پوچھ سکتا ہے۔ تا کہ معلوم ہو جائے کہ یہ عارضی "غیر طبعی" کام کیسے پیش آیا ہے اور اس کے دور کرنے کا علاج کیا جائے۔

تو داڑھی رکھنا ایسے طبعی اُمور میں سے ہے جو بغیر دلیل پیش کرنے کے ثابت ہوتا

ہے۔ اور اس کا منڈانا خلافِ فطرت اور خلافِ طبیعت کام ہے تو اس (داڑھی منڈانے) کے لئے دلیل چاہئے۔ لہٰذا فطرت دلائل سے مستغنی ہے، بلکہ فطرت ہزار دلائل سے اوپر دلیل ہے۔ تو داڑھی رکھنے والے سے دلیل نہیں پوچھی جائے گی اس لئے کہ یہ فطرت وطبیعت کا مقتضی ہے بلکہ کاٹنے والے سے پوچھا جائے گا اس لئے کہ وہ خلاف کرتا ہے فطرت کے۔

تو صد افسوس وتعجب ہے ان کفار کی تقلید سے متاثر لوگوں پر کہ جن کی سوچیں خلط ملط ہوئی ہیں اور ان کے اُصول اُلٹ گئے ہیں۔ اس (عجائب وغرائب) کے زمانے میں کہ داڑھی منڈے ہوئے داڑھی والوں سے دلائل کا مطالبہ کرتے ہیں، باوجود اس کے کہ یہ داڑھی والوں کا حق ہے کہ وہ دلائل کا مطالبہ کریں ان داڑھی موںڈنے والوں سے جو کہ فطرت سے لڑتے ہیں اور اس لئے کہ ہمیشہ صحیح آدمی سے نہیں بلکہ بیمار سے سبب مرض کا سوال کیا جاتا ہے کہ بیشک مرض عدمی اُمور سے ہے اور علت اور محرک کے بغیر عدم، وجود کے ساتھ متصف نہیں ہوتا۔ تو ڈاکٹر مریض سے پوچھتا ہے کہ مرض کی وجوہات کیا ہیں؟ تا کہ وہ مناسب دوا کے ساتھ ان وجوہات کے زائل کرنے کا علاج کرے۔ اور اسی طرح جب درخت پر پھل اُگتا ہے تو عقلمند شخص اس کا سبب نہیں پوچھتا۔ اس لئے کہ یہ درخت کی صحت اس کا تقاضا کرتا ہے، اور یہ درخت کی ذات میں پیدائشی طبیعت ہے۔ ہاں البتہ جب درخت پھل نہیں اُگاتا تو مالی مرض کی وجہ معلوم کرتا ہے اور ماہرین سے اس آفت کے دور کرنے کے بارے میں پوچھتا ہے اور بھی بہت زیادہ واضح دلائل ہیں مگر جو ذکر کیے گئے یہ کافی ہیں۔

داڑھی رکھنے کے متعلق احادیث درجۂ شہرت تک پہنچ گئی ہیں :

داڑھی رکھنے اور مونچھیں کاٹنے کے بارے میں جو روایات ہیں۔ وہ شہرت کے

درجہ تک پہنچ گئی ہیں۔(۱)

میں نے جب ذخیرۂ احادیث میں اس کے شواہد اور متابعات تلاش کیے تو مجھے یقین ہوگیا کہ ان روایتوں کا مجموعہ تو تواترِ معنوی کے درجہ تک پہنچ گیا ہے، اور تمام روایات داڑھی کے بڑھانے کا حکم اور مونڈنے کی حرمت پر صراحت کرتی ہیں۔ تو روایاتِ فطرت اور داڑھی کے خلال کرنے کی روایتیں (۲) اور......

وہ روایتیں جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے داڑھی لمبی کرنے اور کیفیت کے بارے میں وارد ہیں۔(۳)

---

(۱) امام مسلمؒ نے "باب خصال الفطرة" میں نو (۹) روایات ذکر کی ہیں اور اس طرح امام بخاریؒ نے حدیث "الإعفاء" متعدد جگہوں میں ذکر فرمایا ہے اور اصحاب السنن والمسانید والمعاجم والمصنفات نے بھی یہ روایت نقل کی ہے۔

(۲) اور اصحاب السنن نے "تخليل اللحية" والے روایات بیان کی ہیں اور اس طرح احادیث کی کتابوں کے تمام اصحاب نے بھی یہ روایت ذکر کی ہے اور ابن ابی شیبہؒ نے ۱۹ روایتیں "باب تخليل اللحية" میں اور دس (۱۰) روایتیں "باب من كان يخلل لحيته" میں ذکر کیے ہیں۔ دیکھو "المصنف لابن أبي شيبه" ص:۱/۲۳،۲۴۔

اور چھ (۶) روایتیں "باب غسل اللحية في الوضوء" ۱/۲۵ میں ذکر کیے ہیں، اور پانچ روایتیں "إذا نسي أن يمسح برأسه فوجد في لحيته بللا" ج ۱ ص ۳۳،۳۴ میں۔ بیس (۲۰) روایتیں "باب تصفير اللحية" میں ج ۶ ص ۵۲،۵۵، چودہ روایات "باب مايؤمر به الرجل من إعفاء اللحية والأخذ من الشارب" ج ۶ ص ۱۱۰،۱۱۱ میں۔ اور گیارہ روایات "باب ما قالوا في الأخذ من اللحية" ج ۶ ص ۱۰۸ میں۔

(۳) جیسا کہ ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھنی داڑھی والے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک اس جگہ تک تھی اور ہاتھ منہ پر پھیرلیا، جیسا کہ شمائل ترمذی، زاد المعاد اور دیگر کتب میں ہے۔

اور وہ روایات جو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک کے سفید بالوں یا ریشوں کے بارے میں ہیں اور کیا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم داڑھی مبارک پر مہندی لگاتے ؟ (۴)

اور کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی مبارک میں سفید بال تھے (۵) اور عورتوں کی مشابہت پر مذمت کی روایات ۔ (۶)

اور مثلے کی مذمت کے بارے میں روایات ۔ (۷)

کفار سے مشابہت حرام ہے :

اور وہ روایات جن میں کفار سے مشابہت کرنے کی مذمت آئی ہے (پیغمبر ﷺ فرماتے ہیں کہ جس نے کسی قوم سے مشابہت کی ہے تو وہ ان کے گروہ سے ہوگا) یہ حدیث ابوداؤد نے ۴۳۱۴ کتاب اللباس "باب ماجاء فی لبس الشهرة" حدیث نمبر ۴۰۳۱ میں روایت کی ہے ۔ اور نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ جس نے ہمارے علاوہ کسی اور سے مشابہت اختیار کی تو وہ ہمارے گروہ میں سے نہیں ۔ (یہ ترمذی نے ۵ / ۹۶ پر کتاب الاستیذان "باب ماجاء فی كراهيه إشارة اليدبالسلام"

(۴) جیسا کہ صحاحِ ستہ میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :
"یہود خضاب نہیں لگاتے ان کی مخالفت کرو" ۔

اور چاروں اصحاب السنن نے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : "تم جس سے داڑھی خضاب کرتے ہو اس میں بہترین خوبصورت مہندی ہے" ۔

(۵) اس کی تفصیل الطبقات الكبرى "میں" مسألة الخضاب وعدمه "میں ہے ۔ وہاں ملاحظہ کیجئے ۱/ ۴۲۸، ۴۳۰ ۔

(۶) عورتوں سے اپنے آپ کو مشابہ کرنے والے مردوں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے ۔ امام بخاریؒ نے کتاب اللباس میں یہ روایت نقل کی ہے ۔

(۷) جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے "طبرانی" نے روایت کیا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : "جس نے بالوں کا مثلہ کیا اس کے لئے قیامت کے دن کوئی حصہ نہیں اور بالوں کا مثلہ رُخسار کی حد سے ہے ۔)

حدیث نمبر ۲۷۹۵، سنن الترمذی ابراہیم عطرہ عوض عطفی البابی ۱۳۹۵ھ کے تحقیق پر)

تو یہ تمام روایات داڑھی بڑھانے کے مسئلہ کے مؤید ہیں اور مشابہت جو بری مانی جاتی ہے عام ہے، خواہ صورت میں ہو یا سیرت میں۔

علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ یہ (مشابہت) طبیعت، اخلاق، شعار، یا بال رکھنے میں عام ہے، داڑھی مونڈنے سے منع کی علت بھی یہی ہے کہ مجوس و مشرکین کی مشابہت سے (آدمی) بچ جائے۔ تو یہ بھی داڑھی بڑھانے کی دلیل ہوگئی۔ اس لئے کہ کسی چیز سے منع یہ تقاضا کرتا ہے کہ اس کی ضد واجب ہو۔ تو وہ احادیث جن سے داڑھی بڑھانا ثابت ہوتا ہے تو یہ دلالتِ مطابقی کے ساتھ ہے اور اس کے مونڈنے کی حرمت دلیلِ التزامی سے ثابت ہوتی ہے اور مشابہت کی مذمت میں جو روایات ہیں تو وہاں معاملہ بالعکس ہے۔ اور مشابہت کی مذمت والی روایات اس کے مفہومِ مخالف پر دلالت کرتی ہیں کہ مشابہت صالحین (صحابہؓ کرامؓ، تابعینؒ اور محدثینؒ) کے ساتھ امرِ مطلوب ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ ....

و تشبهوا إن لم تكونوا مثلهم

إن التشبه بالكرام فلاح

ترجمہ: (صحابہؓ، تابعینؒ اور محدثینؒ) کی مشابہت اختیار کرو، اگرچہ تم ان جیسے تو نہیں ہو مگر صلحاء کے ساتھ مشابہت بھی کامیابی ہے، تو کس طرح ایک مسلمان ان صریح نصوص کے ہوتے ہوئے داڑھی منڈانے اور مونچھیں لمبی کرنے کی جرأت کرے گا۔

معروف منکر بنا اور منکر معروف :

ہائے افسوس! نوجوان مسلمان بھائیوں پر جو یہود و نصاریٰ کی مشابہت میں

مسابقت کرتے ہیں اور دشمنوں کی تقلید میں اُلٹے پڑے ہوئے ہیں' تو کوئی خیمہ' گھر' بستی' شہر ایسا نہ رہا مگر یہ مجوسیوں کی تباہی اس کے اندر داخل ہوگئی ہے' یہاں تک کہ مشرکین اور ہیجڑوں کے مشابہ لوگ زیادہ ہوگئے اور مخلصین مؤمنین کی تعداد کم ہوئی ہے، جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والے ہیں۔ بات یہاں تک پہنچی ہے کہ اچھا کام برا اور برا اچھا ہوگیا ہے اور داڑھی والا اپنے خاندان میں عجیب سا لگتا ہے۔

اگر کوئی غیرتمند جوان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ان روایات پر غور کرتا جوان ہیجڑوں کی لعنت کے بارے میں آئی ہیں، تو ایسا جرم بد نہ کرتا جو اسے بدنام کرے اور لعنتیوں کی صف میں کھڑا کردے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :

"لعن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم المخنثین من الرجال و المترجلات من النساء و قال : اخرجوھم من بیوتکم"۔

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہیجڑے مردوں (یعنی عورتوں کی مشابہت کرنے والے) اور (مردوں کی مشابہت کرنے والی) عورتوں پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ ان کو اپنے گھروں سے نکالو۔ (امام بخاریؒ اور اصحابِ سنن اربعہ نے روایت کیا ہے)

ایک منصف مزاج مسلمان غیرت اور شجاعت و بہادری کی وجہ سے حیران ہوتا ہے' جب ان ہیجڑوں کی حالت کو دیکھے کہ وہ جمال و خوبصورتی کو اپنے جوان مردی اور آدمیت کی علامات کو ختم کرنے میں تلاش کرتے ہیں اور وہ تروتازگی اور عزت، نسوانیت اور ہیجڑہ پن میں تلاش کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ فطرتی سنتوں اور آدمیت کی نشانات سے خالی ہونا اس زمانے میں نہایت ضروری ہے۔

لعنتی مرد اور لعنتی عورتیں :

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ مشابہت دونوں اطراف سے وہ قبیح افعال ہیں جن کی وجہ سے ایک مسلمان گھرانہ کو تکلیف دی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے اسلامی معاشرہ کو عذاب دیا جاتا ہے۔ اس لئے وہ اسلامی معاشرہ جس کے لئے اللہ تعالیٰ احسن الخالقین (ذات) نے حدود مقرر کردیئے ہیں اور دونوں صنفوں کے مابین ان کی مصلحت اور حفاظت کے لئے کچھ فرق بھی مقرر کر رکھا ہے۔

وہ آدمی جسے اللہ تعالیٰ نے مذکر پیدا فرمایا ہے اور یہ اپنے آپ کو عورت بناتا ہے اور عورتوں کے ساتھ مشابہت اختیار کرتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو ان لوگوں میں سے شمار کیا ہے جن پر دنیا وآخرت میں لعنت ہوئی ہے اور اس طرح وہ عورت جس کو اللہ تعالیٰ نے عورت پیدا فرمایا ہے اور وہ اپنے آپ کو مرد بناتی ہے اور مردوں کے ساتھ مشابہت کرتی ہے تو اس کو بھی ملعونین میں شمار کیا ہے۔

(الترغیب والترھیب للمنذریؒ ج۳ص۱۰۳ دار احیاء التراث العربی بیروت طبع ۱۳۸۸ھ)

حضرت شیخ شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے مشابہتِ رجال مع النساء اور اس کا عکس (بھی) کبیرہ گناہوں میں شمار کیا ہے۔ (کتاب الکبائر للذھبیؒ کبیرہ نمبر ۳۲ ص:۱۳۹)

اس لئے کہ اس میں احسن الخالقین ذات کے پیدا کرنے، محسوس طریقے سے تمیز کے فیصلوں اور اُن طبعی امتیازات میں جنگ کرنا ہے، جو اللہ تعالیٰ نے مذکر اور مؤنث میں ودیعت فرمائے ہیں۔ ان امتیازات میں ایک بہت بڑا امتیاز داڑھی ہے۔ اگر ایک انصاف کرنے والا عقلمند آدمی ان طبعی نشانات میں فکر کرے تو اسے یقین آجائے گا کہ داڑھی رکھنا اسلامی عمارت کے لئے سنگِ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔

اسلامی طلبہ کو سیکولر لوگوں کی تقلید کرنا قابلِ افسوس ہے :

اور حق بات یہ ہے کہ داڑھی کا مقام واضح ہے اور یہ ایک واضح اور فطرتی فیصلہ ہے۔اس کے بڑھانے پر عمل کرنا نہایت آسان ہے کسی چیز کی محتاج نہیں، مگر مغربی تعلیم میں امیختہ اور یورپی وامریکی رنگ سے متاثر لوگ اسے بہت مشکل کام سمجھتے ہیں۔

بعض اسلامی علوم کے طلبہ اور دینی معاہد و جامعات کے بعض اساتذہ بھی ان مغربی اور سیکولر (آزاد خیال) لوگوں کی تقلید کرتے ہیں، اس لئے کہ عوام مسلمان علماء اور اساتذہ کے اعمال کو نہایت اچھی نظر سے دیکھتے ہیں۔تو اہلِ علم کا پھسلنا تمام لوگوں کے پھسلنے کا ذریعہ وسبب بنتا ہے اور بعض غافل لوگ ان کے کاموں پر دلیل پکڑتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں مولوی (عالم) داڑھی منڈواتا ہے، اگر داڑھی منڈانا حرام ہوتا تو یہ نہ منڈاتا، تو اہلِ علم کا پھسلنا اور ٹیڑھا ہونا کشتی کے ٹوٹنے کی مانند ہے کہ اگر کشتی غرق ہو جائے تو سوار لوگ بھی غرق ہوں گے۔

تو شکایت ہے ان علماء ومشائخ سے جو اپنی خواہشات کے پیچھے لگے ہوئے ہیں اور اپنی تمام کاوشیں ان شبہات کی ترویج میں خرچ کرتے ہیں جو اسلام کے مقابل میں مغربی تہذیب کے پرستاروں نے پیدا کئے ہیں۔یہاں تک کہ مجھ پر بھی بعض ساتھیوں نے اعتراض کیا کہ : اس مسئلہ میں بحث کرنا کوئی بڑی بات نہیں اور داڑھی رکھنے کا مسئلہ اس زمانے کا تقاضا نہیں۔تو میں نے کہا کہ : یہ مسئلہ اس زمانے کا خاص مطالبہ ہے۔اس لئے کہ نوجوان داڑھی کی اہمیت اور مقام سے بے خبر ہیں۔اس لئے داڑھی والوں پر ہنستے ہیں اور ان پر استہزاء کرتے ہیں (جس کی وجہ سے) سنت مطہرہ کی اہانت اور بڑی قبیح چیزوں کو اچھا سمجھنے کے گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں جو کہ بڑے گناہوں اور خطرناک مصیبتوں میں

سے ایک گناہ اور معصیت ہے۔

زمانۂ فساد میں سنت پر عمل کرنا عظیم جہاد ہے :

کتاب وسنت کے طلباء اور علماءِ دین پر واجب ہے کہ دن رات ان سنتوں کی احیاء کے لئے کوشش کریں، جن سے مسلمانوں نے منہ پھیرا ہے اور بدعات وخرافات میں لگے ہیں اور یہود ونصاریٰ کے خصائل وعادات کی تقلید کرتے ہیں۔ تو ایک سنت کی احیاء کرنا اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی دعوت دینا علماء اور دیندار لوگوں کے فرائض میں سے ہے۔ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ :

"من تمسک بسنتی عند فساد اُمتی فله أجر مائة شهيد"۔ (رواه البيهقي والطبراني إلا أن البيهقي رواه من رواية الحسن بن قتيبة و فيها أجر مائة شهيد و الطبراني من حديث أبي هريرةؓ بإسناد لابأس به وفيه فله أجر شهيد)

ترجمہ : جس نے میری سنت کو اُمت کے فساد کے وقت میں مضبوطی سے تھاما تو اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔

تو ان دلائلِ شرعیہ نے متردد ین کے ذہنوں میں شکوک وشبہات کی اُلجھنیں ختم کردیں اور جان گئے کہ داڑھی منڈوانا کئی وجوہ سے گناہ ہے :

(۱) اس لئے (گناہ ہے) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی مخالفت ہے۔

(۲) اس لئے (گناہ ہے) کہ اس میں ہیجڑا پن ہے اور عورتوں کی مشابہت ہے۔

(۳) اس لئے (داڑھی منڈوانا گناہ ہے) کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تخلیق کو متغیر کرنا ہے۔ جو کہ شیطان کی تدبیروں سے ایک تدبیر ہے، جیسا کہ قرآنِ کریم میں ہے :

"وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ؕ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا" (النساء:۱۱۹)

ترجمہ : ''اور ضرور ان کو بہکاؤں گا اور ان کو اُمیدیں دلاؤں گا اور ان کو سکھلاؤں گا کہ چیریں جانوروں کے کان اور ان کو سکھلاؤں گا کہ بدلیں صورتیں بنائی ہوئی اللہ کی اور جو کوئی بنائے شیطان کو دوست اللہ کو چھوڑ کر، تو وہ پڑا صریح نقصان میں''۔ (ترجمہ از: شیخ الہند)

شیخ محمد امین الشنقیطیؒ کا قول :

حضرت شیخ محمد امین الشنقیطیؒ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ بعض علماء اس آیت کا معنی اس طرح کرتے ہیں کہ یقیناً یہ شیطان انہیں حکم کرتا ہے کفر کرنے پر اور اسلامی فطرت کے بدلنے پر جس پر اللہ تعالیٰ نے انہیں پیدا فرمایا ہے اور اس قول کی بہت وضاحت کرتا ہے اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ کا قول دلیل ہے :

''فَاَقِمۡ وَجۡهَکَ لِلدِّیۡنِ حَنِیۡفًا ؕ فِطۡرَتَ اللّٰهِ الَّتِیۡ فَطَرَ النَّاسَ عَلَیۡهَا لَا تَبۡدِیۡلَ لِخَلۡقِ اللّٰهِ ''۔ (الروم: ۳۰)

ترجمہ: سو تو سیدھا رکھ اپنا منہ دین پر ایک طرف کا ہو کر وہی تراش اللہ کی جس پر تراشا لوگوں کو بدلنا نہیں اللہ کے بنائے ہوئے کو۔ (تفسیر عثمانی)

اس لئے کہ تحقیق کے مطابق معنی یہ ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ نے جس فطرت کے ساتھ پیدا فرمایا ہے اس کو کفر سے نہ بدلو۔ اور اس کی دلیل حضرت ابو ہریرہؓ کی وہ حدیث ہے جسے صحیحین نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

''کل مولود یولد علی الفطرة ، فأبواه یهوّدانه أو ینصّرانه أو یمجّسانه کما تولد البهیمة بهیمة جمعاء هل تجدون فیها من جدعاء ''۔

(أضواء البیان فی إیضاح القرآن بالقرآن ۱/۳۶۶ لمحمد الأمین الشنقیطی)

ہر بچہ فطرتِ اسلامی پر پیدا ہوتا ہے، مگر ماں باپ اسے یہودی، نصرانی یا مجوسی

بناتے ہیں جیسا کہ جانور پورا جانور سے پیدا ہوتا ہے کیا تم نے کبھی ادھورا (نامکمل) جانور دیکھا ہے۔

اور/وہ حدیث جسے امام مسلمؒ نے اپنے صحیح میں روایت کیا ہے جسے عیاض بن حمار التمیمیؒ سے نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

قال اللّٰہ تعالیٰ :" إنی خلقت عبادی حنفاء فجاء تھم الشیاطین فضلتھم عن دینھم و حرمت علیھم ما أحللت لھم "۔

ترجمہ : اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے بندے صحیح موحدین پیدا کئے ہیں مگر شیاطین آئے تو انہیں اپنے دین سے پھیر لیا اور میری حلال کی ہوئی چیزیں ان پر حرام کردیں۔

داڑھی منڈوانا اور (مُٹھی سے) کم کرنا گناہِ کبیرہ ہے :

امام طبریؒ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول "فلیغیرن خلق اللّٰہ" کی تفسیر میں کئی اقوال ذکر فرمائے ہیں کہ :

"اس میں وہ تمام چیزیں داخل ہوئیں جسے اللہ تعالیٰ نے منع کیا ہے جیسے خصی کرنا ان کا جس کا خصی کرنا جائز نہیں۔ اور وہ خالیں رکھنا یا لگانا جس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے اور دانت باریک کرنا، تیز کرنا اور اسی طرح اور گناہ۔ اور اس میں ان افعال کا ترک بھی داخل ہوگیا جن کے کرنے کا حکم اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ شیطان لوگوں کو مکمل نافرمانی کی طرف دعوت دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی مکمل اطاعت کرنے سے منع کرتا ہے اور یہی معنی ہے کہ اپنے مقرر حصے کا بندوں کے اعمال میں تغیر "ما خلق اللّٰہ "۔ (تفسیر الطبری ۱۸۳/۵، سورۃ النساء والآیۃ ۱۱۹، دار المعرفۃ بیروت الطبع الرابع ۱۴۰۰ھ)

اور یہ بات تو بالکل واضح ہے کہ تغیر "فیخلق اللّٰہ " میں احسان کنندہ کی ناشکری

ہے۔ اور خاص طور سے وہ بنیادی امتیازات جو اسلامی معاشرے کی بنیاد ہیں، جیسے داڑھی، تو جیسا کہ اس کا منڈوانا مختلف وجوہات سے گناہ ہے، تو اسی طرح اس حیثیت سے بھی گناہ ہے کہ یہ دھوکہ ہے، جھوٹ ہے، ناشکری نعمت ہے، مردانگی بدلنا ہے ہیجڑا پن کے ساتھ اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

اگر کسی نے کسی کی داڑھی نکالی تو اس پر پوری دیت واجب ہوتی ہے :

یہاں تک کہ فقہائے کرام نے اس پر تصریح کی ہے کہ اگر کسی نے دوسرے شخص کی داڑھی کو نکال کر ختم کر دیا، یا داڑھی کی زینت کو ختم کر دیا، اس طریقہ پر کہ دوبارہ نہ نکلے تو اس پر پوری دیت لازم ہے۔ اس لئے کہ اس نے اس کی زینت اور مردانگی کی نشانی ختم کر دی، تو پھر تمہارا کیا خیال ہے ان لوگوں کے بارے میں جو روزانہ داڑھی منڈواتے ہیں؟ ان پر کتنی دیتیں لازم ہوں گی؟

بن حزم کا قول :

جیسا کہ ابن حزم نے اپنی کتاب "المحلّٰی" میں تصریح کی ہے کہ ابو عبد اللہ سلمہ بن تمام الشقری نے فرمایا ہے کہ ایک آدمی پتیلی میں کوئی چیز سر پر لے کر جا رہا تھا کہ دوسرے آدمی کے سر پر اس سے کچھ گرا جس سے اس کے سر کے بال جل گئے تو یہ مسئلہ حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو انہوں نے ایک سال کی مہلت دی، مگر بال دوبارہ نہیں نکلے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس پر پوری دیت کا فیصلہ کر دیا۔ اور سعید بن منصور پنی سند سے فرماتے ہیں :

"حدثنا أبو معاوية هو الضرير قال : حدثنا حجاج عن مكحول عن زيد بن ثابت قال : في الشعر دية إذا لم ينبت" . (المحلی للحافظ ابی محمد علی بن حزم الأندلسی الظاهری: ۵۲۵/۷ باب الشعر المسئلة ۲۰۳۳ مطبعة الإمام المصر)

ترجمہ : ہمیں ابومعاویہ ضریر نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حجاج نے مکحول سے اور انہوں نے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ : بالوں میں پوری دیت ہے جب وہ دوبارہ نہ نکلے۔

ائمہ کرام کا فتویٰ :

اور فقہاء نے بہت سے ابواب میں اس روایت سے استدلال کیا ہے۔ اور وہ قول امام شعبیؒ کا ہے اور امام سفیان ثوری، امام ابوحنیفہ، حسن، امام احمد بن حنبل اور اسحاق بن راہویہ رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ ایسی حالت میں (یعنی بال کسی نے جلادیے یا اُکھاڑ دیے وغیرہ) تو سر کے بالوں میں پوری دیت ہے جب دوبارہ نہ نکلے اور اسی طرح داڑھی میں بھی پوری دیت ہے جب دوبارہ نکلے۔ اور موالکؒ اور شوافعؒ کے نزدیک اس میں قاضی کا فیصلہ معتبر ہوگا۔

(المحلی للحافظ ابی محمد بن حزم الأندلسی الظاهری : ۵۲۵/۷ باب الشعر المسئلة ۲۰۳۳ مطبعة الإمام المصر)

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ اس طرح اگر داڑھی، مونچھیں اور سر کے بال نکال لئے جائیں تو نکالنے پر قصاص نہیں اور بعض نے کہا ہے کہ جب دوبارہ نکلے تو اس میں کئی آدمیوں کا فیصلہ ہوگا اور اگر نہ نکلے تو پھر بھی فیصلہ ہوگا مگر پہلے سے زیادہ۔ (کتاب الأم للإمام محمد بن إدريس الشافعي الجلد الثالث الجز السادس الصفحة ۱۲۳، في باب دية الحاجبين واللحية والرأس دار المعرفة بيروت ۱۳۹۳ھ)

اور اسی طرح امام مالک رحمہ اللہ نے بھی تصریح کی ہے۔ ("المدوّنة الكبرى" للإمام مالك بن أنس: ۶/۴۱۳ في باب ماجاء في حلق الرأس والحاجبين مطبعة السعادة مصر ۱۳۲۳ھ)

قرآن مجید کی آیت داڑھی کی ایک مشت یازیادہ ہونے پر دلالت کرتی ہے:

جن احادیث مبارکہ کو ہم نے ذکر کیا اس کے علاوہ قرآن مجید کے نصوص بھی داڑھی کے لمبی کرنے کے وجوب پر دلالت کرتی ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا قول:

"قال ينؤم لاتأخذ بلحيتي ولا برأسي"۔ (طٰہٰ:۹۴)

تو یہ آیت داڑھی کے لمبی ہونے پر واضح دلیل ہے۔ اس لئے کہ اکثر مفسرین اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"لَا تَأْخُذْ بِشَعْرِ لِحْيَتِيْ وَلَا بِشَعْرِ رَأْسِيْ"۔ (انظر تفسير القاسمي: ۱۱/۱۸۷ وفيه وكان قبض عليهما يجره إليه من شدة غضبه دار الفكر ۱۳۹۸ھ)

یعنی مجھے داڑھی اور سر کے بالوں سے مت پکڑو۔ اور یہ بھی واضح بات ہے کہ داڑھی تب پکڑی جاتی ہے جب وہ کم از کم ایک مشت کے برابر ہو یا زیادہ۔ اور تفسیر کے قاعدہ "القرآن يفسر بعضه بعضا" کے مطابق جب ہم اس آیت کو سورۃ الانعام کی درج ذیل آیتوں سے ملائیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ وَكَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ۭ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ۭ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَي الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَاۗىِٕهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا

يَعْمَلُوْنَ ○ أُولٰئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ ○ قُلْ لَآ أَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرَى لِلْعٰلَمِيْنَ ○ ۔ (سورۃ الأنعام: ۸۳ الی ۹۰)

ترجمہ : اور اس کی اولاد میں سے داؤد اور سلیمان کو اور ایوب اور یوسف کو اور موسیٰ اور ہارون کو اور ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں نیک کام والوں کو۔ اور زکریا اور یحییٰ اور عیسیٰ اور الیاس کو سب ہیں نیک بختوں میں۔ اور اسماعیل اور یسع اور یونس اور لوط کو اور سب کو ہم نے بزرگی دی، سارے جہان والوں پر۔ اور ہدایت کی ہم نے بعضوں کو ان کی باپ دادوں میں سے اور ان کی اولاد میں سے اور بھائیوں میں سے اور ان کو ہم نے پسند کیا اور سیدھی راہ چلایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے اس پر چلاتا ہے جس کو چاہے اپنے بندوں میں سے اور اگر یہ شرک کرتے تو البتہ ضائع ہو جاتا جو کچھ انہوں نے کیا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے جن کو ہدایت کی اللہ نے سو تو چل ان کے طریقہ پر تو کہہ دے کہ میں نہیں مانگتا تم سے اس پر کچھ مزدوری یہ تو محض نصیحت ہے جہان کے لوگوں کو۔ (ترجمہ از شیخ الہند تفسیر عثمانی)

تو ہم اس صحیح نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ ہارون علیہ السلام ان انبیاءِ کرام علیہم السلام میں سے ہیں جن کی اقتداء کا حکم اللہ تعالیٰ نے ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا اور حضرت ہارون علیہ السلام داڑھی والے تھے (اور اسی طرح تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام داڑھی والے تھے) تو جب ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی اقتداء کا حکم دیا گیا ہے تو ہم بھی ان کے پاک طریقوں کے اتباع پر مامور ہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کو حکم ہوتا ہے جب تخصیص کی کوئی علامت نہ ہو۔ اس لئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اُمت کے لئے ایک بہترین مقتدا اور خوبصورت نمونہ ہیں ....

عبادت کے لئے مخصوص ہے ذاتِ خدا واحد
مساوی ہے اطاعت ہو خدا کی یا محمدؐ کی

علامہ ابوبکر جصاصؒ کا قول :

علامہ ابوبکر جصاصؒ فرماتے ہیں : اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو روایت ہے کہ دس (۱۰) خصلتیں فطرت میں سے ہیں تو ہونا چاہئے کہ اس میں آپ ﷺ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اقتداء کرنے والے ہوں، اللہ تعالیٰ کے اس قول کے مطابق :

"ثُمَّ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ أَنِ اتَّبِعْ مِلَّةَ إِبْرَاهِيمَ حَنِيفًا"۔ (النحل:۱۲۳)

پھر حکم بھیجا ہم نے تجھ کو کہ چل دینِ ابراہیم پر جو ایک طرف کا تھا۔ (تفسیر عثمانی)

أُولَئِكَ الَّذِينَ هَدَى اللَّهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ۔ (الانعام:۹۰)

یہ وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت کی سو تو چل ان کے طریقہ پر۔

(ترجمہ از: شیخ الہند تفسیر عثمانی)

اور یہ خصائل و عادات حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت ہیں۔ (احکام القرآن للجصاص : ۷۰/۱ / طبع ۱۳۹۷ھ و کذا ذکرہ الشیخ محمد الأمین الشنقیطی فی تفسیرہ أضواء البیان : ۵۰۶/۳)

اور ابوحیان اس آیت "وَإِذِ ابْتَلَى إِبْرَاهِيمَ رَبُّهُ بِكَلِمَاتٍ فَأَتَمَّهُنَّ"۔ کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ امام طاؤسؒ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ یہی کلماتِ فطرت دس (۱۰) باتیں ہیں۔

(تفسیر البحر المحیط: ۱/ ۳۷۵ مطبعة السعادة طبع ۱۳۲۸ھ)

اور پھر دس (۱۰) گن لئے، جس کا ذکر "حدیث الفطرة" میں آیا ہے تو اس میں مونچھیں کاٹنا اور داڑھی لمبی کرنا بھی ہے۔ (تفسیر الدر المنثور: ۱۱۳/۱)

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجوسی کا آنا :

امام سیوطیؒ نے اس آیت کی تفسیر میں ابن ابی شیبہ کی عبید اللہ بن عبد اللہ سے

روایت نقل کی ہے فرماتے ہیں کہ :

''مجوس کے ایک آدمی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں آئے، جس نے داڑھی منڈوائی تھی اور مونچھیں لمبی رکھی تھیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ''یہ تم نے کیا کیا ہے؟''

اس نے عرض کیا کہ : ''یہ ہمارے دین میں ہے''۔

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : ''ہمارے دین میں ہے کہ ہم مونچھیں کاٹیں اور داڑھی لمبی رکھیں''۔ (المصنف لابن ابی شیبہ کتاب الأدب باب مایؤمر به الرجل من إعفاء اللحیة والأخذ من الشارب : ۶/۱۱۰ حدیث رقم : ۱۱)

میں چاہتا ہوں کہ اس فصل کے آخر میں صحابۂ کرام ؓ کے آثار اور تابعین ؒ اور ائمہ ؒ مجتہدین کے اقوال بھی اس مسئلہ (داڑھی) میں ذکر کروں' تاکہ یہ مسئلہ مکمل طریقے سے واضح ہو جائے۔ اس لئے کہ یہ حضرات تمام لوگوں میں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر سختی سے عمل کرنے والے تھے۔ اور یہی پاک شخصیات قرآن وحدیث کے معنیٰ زیادہ سمجھنے والے تھے۔ اور حق بات یہ ہے کہ یہ مسئلہ انبیاءِ کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین کے مابین متفقہ ہے اور یہ دوستی کے لئے بہترین لوگ ہیں۔

تمام انبیاءِ کرام اور رُسل علیہم الصلوٰۃ والسلام داڑھی والے تھے :

پس تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام داڑھی والے تھے اور اسی طرح صحابہ کرام ؓ، تابعین ؒ علماءِ کرام اور آج تک تمام دیندار لوگ بھی داڑھی والے ہیں۔

داڑھی لمبی رکھنا تمام شریعتوں کا مسئلہ ہے :

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت کہا ہے' اور ''سنۃ

المرسلین'' کا نام دیا ہے کہیں بھی آسمانی کتب اور صحائف میں داڑھی کاٹنے (اور منڈوانے) کا ذکر نہیں، تو داڑھی لمبی رکھنا تمام انبیاءِ کرام علیہم السلام سے ثابت ہے اور یہ تمام شریعتوں کا مسئلہ ہوگیا، صرف شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص نہیں، بلکہ یہ تمام ملتوں اور قوموں کا مسئلہ ہے۔ (حدیث مبارک) کا کلمہ ''فطرت'' بھی اس پر دلالت کرتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور اقوال کو سب سے زیادہ سمجھنے والے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے:

اسی طرح صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم أجمعین تمام کے تمام داڑھی کے لمبی رکھنے پر متفق تھے۔ اور کسی ایک سے بھی داڑھی منڈوانا ثابت نہیں۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین قول وفعل سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی تشریح کرنے والے تھے اور انہی لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت و رفاقت کے لئے چنا تھا۔ کسی نے خوب کہا ہے کہ قرآن مجید شریعت کے لئے متن ہے اور احادیث اس متن کی شرح ہے اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم علم وعمل کے اعتبار سے اس شرح کے گواہ ہیں اور تمام صحابہ میں زیادہ متبعِ سنت حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے کسی سنت کو بھی نہیں چھوڑا، مگر اس پر عمل کیا۔ جیسا کہ محدثین کے نزدیک یہ مشہور ہے کہ ''آپ داڑھی کو قبضہ میں پکڑتے اور مشت کے نیچے بال کاٹتے''۔

(کتاب الآثار: باب الشعر من الوجه في آخر الكتاب قبل ستة أبواب)

اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آپ داڑھی کو مشت میں پکڑ کر نیچے سے زائد کاٹتے۔ (المصنف لابن أبي شيبة: ۱۰۹/۶ حديث رقم: ۷)

مقدارِ داڑھی اور اس کا رنگنا :

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ داڑھی کو مہندی اور خضاب سے رنگتے اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ :

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے علاوہ سفید داڑھی والے نہیں تھے، تو انہوں نے بھی مہندی اور خضاب سے رنگ دے دیا''۔

(تاريخ الخلفاء ص ۳۱، دار التراث بيروت)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ :

''عمر فاروق رضی اللہ عنہ خالص مہندی سے داڑھی کو رنگ کرتے''۔

اور شیخ مصطفیٰ الرافعی نے نقل کیا ہے کہ :

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گنجان داڑھی والے تھے''۔

(عنوان النجابة في معرفة من مات بالمدينة من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، لمصطفى العلوي الرافعي)

اور اسی طرح تاریخ ابن عساکر میں ہے کہ :

''حضرت عثمان رضی اللہ عنہ لمبی داڑھی والے تھے، جب شہید کر دیئے گئے تھے تو ایک باغی نے داڑھی سے پکڑا''۔ (تاريخ ابن عساكر المجلد السابع)

اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سفید بالوں اور سفید داڑھی والے تھے اور سفید ہونے کو نہیں بدلتے تھے۔ (عنوان النجابة في معرفة الصحابه ص : ۳۰)

حضرت سفیان حسان بن بلال رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتے

ہیں کہ :

''میں نے حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ وضو فرما رہے تھے، تو داڑھی میں خلال کیا''۔

میں نے عرض کیا کہ یہ کیا کرتے ہو؟ تو انہوں نے فرمایا کہ :

''میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا''۔

(المصنف الابن ابی شیبه کتاب الطهارة باب تخليل اللحية فی الوضوء : ۱/۳۳ حدیث ۱۰)

ابو حمزہؒ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ جب وضو بناتے تو داڑھی میں خلال کرتے۔ (نفس المرجع السابق: باب من كان لايخلل : ۱/۳۳ حدیث رقم: ۲)

اور حضرت ابو معنؒ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ :

''میں نے حضرت انسؓ کو وضو بناتے ہوئے دیکھا تو داڑھی میں خلال کر رہے تھے''۔ (نفس المرجع السابق: باب من كان لايخلل : ۱/۳۳ حدیث رقم: ۳)

ابن اَبی شیبہؒ نے ''باب من كان لايخلل لحيته ''میں بھی متعدد روایات اور اسی طرح متعدد روایات ''باب غسل اللحية ''میں ذکر کئے ہیں اور اسی طرح حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ نے ستاون (۵۷) سال کے واقعات میں عثمان بن حنیف الأنصاری کی وفات کا واقعہ اور ان کے اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے لشکر کے مابین جنگ کا واقعہ بھی ذکر کیا ہے۔ اس میں ہے کہ :

''(ان کی بے عزتی کی گئی) اور ان کی داڑھی، ابروئیں اور پلکیں نکالی گئیں''۔

جب شہر فتح ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لائے انہوں نے شہر حوالے کرتے ہوئے عرض کیا کہ :

''اے امیر المؤمنین ! آپ نے مجھے داڑھی کی حالت میں چھوڑا تھا

اوراب بغیر داڑھی کے چل رہا ہوں''۔

توحضرت علی رضی اللہ عنہ مسکرائے اور فرمایا کہ :

''تمہارے لئے اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کا اجر ہوگا''۔(البدایة و النهایة : للحافظ ابن کثیر ۸/۲۶، دار الکتب العلمیه بیروت الطبع الثانیه :۱۴۱۸ھ)

اوراسی طرح اور آثار بھی بہت زیادہ ہیں۔ کتبِ آثار میں اگر کوئی تلاش کرے تو اس موضوع پر ایک ذخیرہ جمع ہوسکتا ہے اور داڑھی کی طوالت پر اجماع صحابہؓ کی صراحت ہے، اگر بالفرض ہم یہ مان لیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے داڑھی کی طوالت کے وجوب پر کوئی قول، فعل تقریر ثابت نہیں تو پھر صحابۂ کرامؓ کے اقوال وافعال سے دلیل پکڑنا کافی ہوجاتا۔ اس لئے کہ ان کی تابعداری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری ہے اور بالخصوص خلفاءِ راشدین کی تابعداری۔ اسی طرح تابعینؒ نے بھی طوالتِ داڑھی پر اجماع کیا ہے۔ اور ان میں سے کسی سے بھی منڈوانا یا ایک مشت سے کم کرنا ثابت نہیں۔ جیسا کہ علامہ ابن کثیرؒ نے امام زھریؒ کے حالات میں نقل کیا ہے کہ آپ ۵۸ھ میں حضرت امیر معاویہؓ کے ایامِ خلافت میں پیدا ہوئے اور آپ چھوٹے قد والے، تھوڑی داڑھی والے تھے، بس چند لمبے بال چہرے پر تھے۔(البدایة والنهایة ۹/ ۳۴۲)

صحابۂ کرامؓ کا رونا :

حضرت عطاء خراسانیؒ فرماتے ہیں کہ :

''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے مکانات کھجور کے پتوں سے بنے ہوئے تھے اور دروازوں پر کالے بالوں کے پردے تھے۔ تو میں ولید بن عبدالملک کے اس خط کو سننے گیا جو پڑھا جارہا تھا، جس میں ازواجِ مطہرات کے گھروں کے مسمار کرنے کا حکم دیا تھا، تو میں نے اس روز سے زیادہ رونے والا دن کوئی نہیں دیکھا اور

میں نے سعید بن المسیبؒ سے سنا، فرما رہے تھے کہ :

"خدا کی قسم! میں تو کہتا ہوں اگر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیتے تو مدینہ کے رہنے والے اور باہر سے آنے والے دیکھتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کتنی کفایت کے ساتھ زندگی بسر کرتے اور یہ لوگوں کو مال اور فخر کرنے کے حرص سے بے رغبت کرتے"۔

ایک دوسرے شخص عمران بن ابی انس فرماتے ہیں کہ :

"میں مسجد میں تھا، وہاں صحابہ کرامؓ کے بیٹے تھے، وہ اتنا رو رہے تھے کہ آنسوؤں سے ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں"۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ للسمهودی: ۱/ ۳۴۵-۳۴۷)

اور اسی دن حضرت ابوامامہؓ نے فرمایا کہ :

"اے کاش ! اگر یہ باقی رہتے تو لوگ آبادیاں کم کرتے اور دیکھتے وہ جس پر اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے راضی ہوئے تھے۔ حالانکہ دنیا کے تمام خزانوں کی چابیاں آپ کے ہاتھ میں تھیں اور ہم بھی کہتے ہیں کہ کاش! اس کو چھوڑتے تو عبرت حاصل کرنے والے عبرت حاصل کرتے اور طمع رکھنے والے کی رغبت کم ہوتی اور غفلت والوں کو یاد آتا، اور ڈرنے والے ڈرتے"۔ (وفاء الوفاء :۱/۳۴۵،۳۴۷)

نسل در نسل داڑھی رکھنے پر تعامل :

تو یہ نصوص یعنی قرآن وحدیث اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ :

"جو عمل پہلے سے نسل در نسل چلا آرہا تھا، وہ داڑھی لمبی رکھنا ہے۔ یہاں تک کہ جس شخص کی داڑھی نہیں اُگتی تو وہ خواہش کرتا کہ کاش! میری بھی

داڑھی ہوتی۔ جیسا کہ اُحنف بن قیسؒ (اور وہ بے ریش تھے) کے ساتھیوں نے کہا کہ : ہم چاہتے ہیں کہ اگر داڑھی کی قیمت بیس ہزار بھی ہوتی تو ہم اُحنف بن قیسؒ کے لئے لیتے۔ اس کے پاؤں اور آنکھوں کے ٹیڑھاپن کو ذکر نہ کیا مگر داڑھی کے نہ ہونے کی نقص اور خامی بیان کی، اور یہ اُحنف بن قیسؒ نہایت عقلمند، بردبار اور سخی آدمی تھے''۔

(شرح إحياء العلوم:۱/۴۲۶)

اور اسی طرح قاضی شریحؒ بھی بے ریش تھے اور داڑھی کی تمنا کرتے اور قاضی شریح کہتے :

''میں چاہتا ہوں کہ دس ہزار اشرفیوں کے بدلے میں داڑھی لے لوں۔ جیسا کہ اس پر شرح احیاء میں تصریح ہے''۔ (شرح احیاء العلوم:۱/۴۲۷)

ان قرآنی نصوص، احادیثِ مبارکہ، آثار اور اقوالِ تابعین کی وجہ سے چاروں ائمۂ مذاہب داڑھی کی طوالت کے وجوب اور اس کے منڈوانے کی حرمت پر متفق ہیں اور سلفِ صالحین میں کسی سے بھی منقول نہیں کہ انہوں نے کبھی اس واجب کو چھوڑا تھا۔

داڑھی کی مقدار اور ایک مشت سے زائد کاٹنے کا حکم :

جیسا کہ اس پر صاحب 'الروض المربع شرح زاد المستقنع' نے تصریح کی ہے کہ : ''داڑھی لمبی کرنی چاہئے اور اس کا منڈوانا حرام ہے''۔

اور شیخ تقی الدینؒ نے ذکر فرمایا ہے کہ :

''مٹھی سے زائد کاٹنا مکروہ نہیں، اور اسی طرح گلے کے نیچے سے اور مونچھیں اچھی طرح صاف کی جائیں، قینچی سے کاٹنا بہتر ہے''۔

(الروض المربع للشیخ منصور بن یونس ص:۳۵)

منار السبیل فی شرح الدلیل کے مصنف ''فصل حف الشارب ''میں فرماتے ہیں کہ داڑھی طویل کرنا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مرفوع حدیث سے ثابت ہے، وہ فرماتے ہیں :

''خالفوا المشرکین أحفوا الشوارب وأوفوا اللحی'' (متفق علیہ)

(منار السبیل للشیخ إبراھیم بن محمدبن سالم ص: ۲۳)

مشرکین کی مخالفت کرو، مونچھیں چھوٹی کرو اور داڑھیاں لمبی کرو۔

شیخ تقی الدینؒ نے ''الفروع'' میں ذکر کیا ہے کہ :

''مٹھی سے زائد کاٹنے میں کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ ابن عمرؓ جب عمرہ یا حج کرتے تو ایسا کرتے''۔ (رواہ البخاری)

صاحب شرح المنتہی اور شرح منظومۃ الأدب فرماتے ہیں کہ :

''یقینی اور معتمد بات منڈوانے کی حرمت ہے، ان میں سے جس نے حرمت پر تصریح کی ہے کسی صاحب الانصاف سے بھی اس کے خلاف منقول نہیں۔

اور در مختار میں ہے کہ :

''آدمی پر داڑھی کاٹنا، منڈوانا حرام ہے''۔

(الدر المختار کتاب الحظر والإباحۃ باب الاستبراء : ۱۲ ۵۴۰)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمہ اللہ کا قول :

مولانا خلیل الرحمٰن سہارنپوری رحمۃ اللہ فرماتے ہیں کہ :

''داڑھی کاٹنا اور منڈوانا عجم کا طریقہ ہے اور آج کل بہت سے مشرکین، انگریزوں اور ہندوؤں کی نشانی ہیں' اور ان جوان (مشرکین، انگریز اور ہندو) کے نقش قدم پر چلتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ ان کی

مشابہت کرے، پھر آخر میں فرماتے ہیں کہ اسی طرح آدمی پر داڑھی کا کاٹنا و منڈوانا حرام ہے تو معلوم ہوا کہ بعض بے دین مسلمان لوگ ہندوستان اور ترکمانستان میں جو داڑھی منڈواتے ہیں یہ حرام ہے ہاں اگر عورت کی داڑھی نکل آئے تو اس کا منڈوانا مستحب ہے"۔

(بذل المجهود للشيخ خليل احمد السهارنپوریؒ : ۱/۱۳۰)

ملا علی قاریؒ کا قول :

ملا علی قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ :

"داڑھی منڈوانا عجم کا طریقہ ہے اور آج کل یہ مشرکین، فرنگیوں اور ہندوؤں کا طریقہ ہے اور وہ لوگ جن کا دین میں کوئی حصہ نہیں جیسا کہ قلندریہ گروہ کی سب سے بڑی نشانی ہے"۔ (المرقاة لملا علی قاریؒ : ۴/۲)

ان بہت سی دلائل اور طویل بحثوں کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ :

"داڑھی لمبی کرنا اور مونچھیں تراشنا انبیاء علیہم السلام کی ان سنتوں میں سے ہے، جو تمام اُمتوں پر واجب ہے۔ اور سنت بھی ان حقائق کی بنیاد پر مقتضی ہے کہ اس پر عمل واجب ہو جائے"۔

اور یہ بات کہنا کہ مطلق احادیث سے تو وجوب ثابت نہیں ہوتا۔ داڑھی بڑھانے کا واجب العمل ہونا یہ تو نص قطعی پر موقوف ہے جو لزوم اور وجوب میں صریح ہو۔ تو یہ بات بالکل فاسد اور جرأتِ ناقص ہے۔ اس لئے کہ اس طرح قول شریعت سے دو باتیں طلب کرتا ہے یا تو یہ کہ اس کی وجوب کو صراحتاً ثابت کرے یا صرف سنت ہونے کی وجہ سے اس پر عمل کا مطالبہ نہ ہو۔

اگر یہ کہنے والے ان آیتوں اور روایتوں میں غور وفکر کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کو واجب کرتے ہیں، تو وہ علم الیقین کے ساتھ جان لیں گے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوۂ حسنہ بہترین نمونہ کی اقتداء، دونوں جہانوں کی نجات اور کامیابی کی بنیاد ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے :

”فَلَا وَ رَبِّکَ لَایُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَ یُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا“۔ (النساء:۶۵)

”ترجمہ : سو قسم ہے تیرے رب کی وہ مؤمن نہ ہوں گے یہاں تک کہ تجھ کو ہی منصف نہ جانیں اس جھگڑے میں جو ان میں اُٹھے، پھر نہ پاویں اپنے جی میں تنگی تیرے فیصلہ سے اور قبول کریں خوشی سے“۔

(ترجمہ از : شیخ الہند ؒ تفسیر عثمانی)

اور یہ فرمان :

”وَمَا اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا“۔ (حشر:۸)

ترجمہ : اور جو دے تم کو رسول سو لے لو اور جس سے منع کرے سو چھوڑ دو۔ (تفسیر عثمانی)

اور اسی طرح اور مثالیں (ان کے علاوہ) اور آیتیں اور اسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا قول :

’والذی نفسی بیده لایؤمن أحدکم حتی یکون هواه تبعا لما جئت به‘ . (مشکوۃ المصابیح الفصل الثانی باب الاعتصام بالکتاب والسنة من کتاب الایمان)

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی

شخص اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس نے اپنی خواہشات کو اس دین کے تابع نہیں کیا جسے میں لے کر آیا ہوں۔

صحابۂ کرامؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم ماننے کے لئے ایک دوسرے سے پہل کرتے :

صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے معمولی اشارہ سے اعمال کی طرف چل دیتے، صرف اس عقیدہ سے کہ حسن و جمال کا معیار فقط سنتِ نبوی ﷺ ہے۔ اس لئے کہ انبیاء و مرسلین کا طبقہ ممتاز ہے اللہ تعالیٰ کے انتخاب سے وہ منتخب شدہ ہیں۔ تا کہ اپنی اپنی اُمتوں کے لئے نمونہ بنے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان انبیاء علیہم السلام کو ظاہری اور معنوی ہر قسم کے محاسن سے نوازا اور اُمتوں کو ان کی تابعداری کا حکم دیا اور خصوصاً اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تو فرمایا ہے کہ :

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْاٰخِرَ"۔ (احزاب:۲۱)

ترجمہ : تمہارے لئے بھلی (مفید) تھی سیکھنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال۔ (ترجمہ از شیخ الہندؒ)

ہدایت کو خواہش پر مقدم کرنا سعادت مندی ہے :

ہم اپنے پیغمبر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت تو احادیث میں پڑھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں داڑھی لمبی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ اور منڈوانے اور کاٹنے سے منع فرمایا ہے اور مجوس و مشرکین کی مشابہت سے ڈرایا ہے، اور جو عورتوں کی مشابہت

کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی تخلیق میں تغیر کرتا ہے اور مثلہ کا مرتکب ہوتا ہے تو ان تمام پر لعنت فرمائی ہے۔ تو کیا ہمارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنے کے دعوے کی گنجائش ہے؟ کہ ہم آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرتے ہیں اور آپ ﷺ کے دشمنوں کے طریقوں کو پسند کرتے ہیں۔ ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اس ظلم' تجاوز' پھٹکار اور نافرمانی سے۔ اور اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہدایت کو خواہش پر مقدم رکھیں اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ سے خوبصورتی، یہود و نصاریٰ (عیسائیوں) کی مشابہت پر مقدم کریں اور وہ آدمی جو خواہش پرست ہو، اور ہدایت سے منہ پھیر لینے والا ہو' اس کا کیا خیال ہے کہ یہ جمال' کمال اور نفع دونوں جہانوں میں کمائے گا؟

کبھی نہیں۔ خدا کی قسم ! یہ شخص بڑے گناہوں کے حصول اور اپنی تجارت کے نقصان میں لگا ہے، اور ایک ایسے عمل پر مداومت کرتا ہے کہ چہرے کو صاف کرتا ہے، اپنی زینت کو ختم کرتا ہے، مال کو بے جا خرچ کرتا ہے، وقت کو ضائع کرتا ہے اور ایک ایسے عمل پر ہمیشگی کرتا ہے جس سے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ ناراض ہوتے ہیں باوجود اس کے کہ اس کا گناہ زیادہ ہے، جیسے زنا، سود، شراب پینا وغیرہ لیکن یہ تمام (گناہ) ایک وقت تک (یعنی جب تک آدمی اس میں مبتلا رہے' لکھے جاتے) ہیں، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :

"لایزنی الزانی حین یزنی وھو مؤمن ...... الخ. (مشکوۃ المصابیح فی الفصل الأول باب الکبائر وعلامات النفاق وکذا فی مجمع الزوائد ۱/۱۰۰ الی قولہ لایزنی الزانی...... الخ)

داڑھی منڈوانا ہمیشہ جدا نہ ہونے والا گناہ ہے :

محدثین علماء حدیث کا معنی ایسا کرتے ہیں کہ جو زنا کرے تو زنا کی وجہ سے اس

سے ایمان کا نور سلب ہوتا ہے اور جب گناہ سے فارغ ہو جائے تو ایمان واپس آ جاتا ہے۔ اور داڑھی منڈوانا تو دائمی گناہ ہے جو اپنے صاحب سے کبھی جدا نہیں ہوتا، تو جب نماز پڑھتا ہے اس وقت بھی بے ریش (داڑھی منڈھا) ہے تو نماز پڑھنا عبادت ہے مگر بے ریش (داڑھی منڈھانے والا) ہونا گناہ ہے، اسی طرح روزہ رکھتے اور حج کرتے وقت بھی گناہ میں ہے۔ تو مداومت اور ہمیشگی وثبات ایسے مذموم وقبیح خصلت پر اس کو اپنے دعویٰ میں جھوٹا کر دیتا ہے، تو اس کی دعا کیسے قبول ہوگی کہ یہ ہر نماز میں دعا مانگتا ہے کہ :

"اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ٥ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ"۔

اور حال یہ ہے کہ مَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ اور ضَالِّيْن لوگوں کے طریقوں پر مداومت کرتا ہے اور جن پر انعام ہوا ہے ان کے طریقوں کی مخالفت کرتا ہے اور مغضوب علیہم اور ضالین کی مشابہت اختیار کر کے ان کے گروہ کو زیادہ کرتا ہے اور حال یہ کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"وَلَا تَرْكَنُوْا اِلَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَالَكُمْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنْصَرُوْنَ"۔ (ہود:۱۱۳)

ترجمہ: اور مت جھکو ان کی طرف جو ظالم ہیں، پھر تم کو لگے گی آگ اور کوئی نہیں تمہارا اللہ کے سوا مددگار پھر کہیں مدد نہ پاؤ گے۔ (ترجمہ تفسیر عثمانی)

اور کفار کے رنگ اور ان کی طرح ڈول وسنگار پسند کرنا ان سے محبت کی دلیل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت سے پھرنے کی نشانی ہے۔

یورپ کی تقلید پر فخر کرنا مہلک مرض ہے :

ہائے افسوس ! کہ اب اکثر مسلمانوں میں اسلام صرف نسبت بنا اور دین نہیں، مسلمان دعویٰ کرتے ہیں کہ میں مسلمان ہوں، لائسنس اور پاسپورٹ میں بھی لکھا ہے کہ یہ مسلمان فلاں مسلمان کا بیٹا ہے لیکن طور وطریقہ مسلمانوں کے دشمنوں کی طرح ہے۔ یورپ

کے طریقوں اور لباس کی تقلید پر فخر کرتا ہے اور یہ بہت خراب و مہلک بیماری ہے جس میں اکثر عالمِ اسلام کے مسلمان مبتلا ہیں اور اس سے اور زیادہ برائی کیا ہوگی کہ ایک مسلمان نوجوان داڑھی منڈواتا ہے اور مونچھیں کانوں تک رکھتا ہے، سو فیصد سنت کی مخالفت کرتا ہے اور کفار و مجوس کا اچھا دوست بنا ہوا ہے۔

عاشق اپنے معشوق کا تابعدار ہوتا ہے :

ہائے کاش ! اگر ہمارے دلوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اور پکی محبت ہوتی تو ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی والے کام ہرگز نہ کرتے۔ اس لئے کہ سچا عاشق محبوب کی تابعداری کو پسند کرتا ہے، یہاں تک کہ عام عادات اور اشیاء میں بھی۔ اور مجنون تو لیلیٰ کے گاؤں کے درودیوار کو چومتا اور اس سے اپنے دل کو مطمئن کرتا۔ کسی نے خوب کہا ہے ....

ولو قيل للمجنون أرض أصابها . غبار ثرى ليلى لجدّ وأسرعا

ترجمہ : اگر مجنون سے کہا جاتا کہ یہاں ایک مقام ہے وہاں لیلیٰ کا گردوغبار پہنچا ہے تو وہ تیزی سے حاصل کرنے کوشش کرتا۔

لعل يرى شيئا له نسبة بها يعلّل قلبا كاد أن يتصدعا

ہوسکتا ہے کسی ایسی چیز کو دیکھے کہ اس کی نسبت لیلیٰ کے ساتھ ہو تو ایک ایسے دل کو تسلی ہو جائے گی جو عنقریب پھٹنے والا تھا۔

اور ابراہام لنکن مسیحی سے کسی نے اس کی طوالت اللحیہ (داڑھی لمبی ہونے) کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ :

”سب لوگوں میں مجھے اپنے باپ سے محبت ہے کہ اُس نے طفولیت میں میری تربیت کی تھی وہ داڑھی لمبی رکھتا تھا، تو میں بھی باپ کی طرح لمبی

داڑھی رکھنے کو پسند کرتا ہوں"۔

خلاصہ یہ کہ قطعی دلائل اور عقلِ سلیم اور تمام عقلی دلائل داڑھی رکھنے کے وجوب پر دلالت کرتے ہیں۔

داڑھی کی مقدار :

داڑھی کی مقدار کے بارے میں حافظ ابن حجرؒ نے نقل کیا ہے کہ علماء کے ایک گروہ کا مذہب ہے کہ :

"مٹھی سے زائد کاٹی جائے اور طبریؒ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ آپ بھی اس طرح کرتے"۔

(بخاری باب تقلیم الأظفار حدیث رقم ۵۸۹۲)

اور اس طرح ابن عمر رضی اللہ عنہما نے ایک دوسرے شخص سے بھی قبضہ سے زائد داڑھی کاٹی تھی۔ اور اس طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہ طریقہ منقول ہے۔ جسے احناف اور شوافع فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں نقل کیا ہے۔

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کا قول :

امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کتاب الآثار میں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحنیفہؒ نے ہیثم سے اور انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ آپ (ابن عمرؓ) داڑھی کو مشت (مُٹھی) میں پکڑتے، اور مشت سے نیچے کاٹتے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ یہی قول ہم نے اختیار کیا ہے اور یہ قول امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا بھی ہے۔

(کتاب الآثار فی باب حف الشعر من الوجه. المسئلة رقم / ۹۰۰)

''اوجز المسالک ''میں ہے کہ امام مالک رحمہ اللہ نے بھی یہی طریقہ اختیار کیا تھا۔(اوجز المسالک للشیخ محمد زکریا الکاندھلوی ۲۰۵/۳)

امام ترمذی روایت کرتے ہیں کہ :

''نبی اکرم ﷺ اپنی داڑھی کو طول وعرض سے پکڑ کر مشت سے زیادہ کاٹتے''۔(سنن الترمذی فی باب ماجاء فی الأخذ من اللحیة فی کتاب الأدب:۹۴/۵ حدیث رقم:۲۷۶۳)

اور مٹھی سے کم کرنا تو منڈوانے کے حکم میں داخل ہے۔اس لئے کہ کسی ایک صحابی سے بھی مٹھی سے کم کاٹنا ثابت نہیں۔اور علامہ ابن ھمام رحمہ اللہ کی اس قول پر تصریح ہے کہ :

''داڑھی کا کاٹنا جو مٹھی سے کم ہو جیسا کہ بعض مغاربہ اور ہیجڑے کرتے ہیں تو اس کو کسی نے بھی جائز نہیں کہا ہے اور جو لوگ ایک مٹھی سے بھی زیادہ لمبی رکھنے کو کہتے ہیں وہ داڑھی کی اعفاء(یعنی لمبی کرنے) کی عام روایات پر استدلال کرتے ہیں''۔

یہاں اور مسائل بھی ہیں اور کئی فائدے بھی جو اس مسئلہ سے متعلق ہیں لیکن خوف طوالت کی وجہ سے چھوڑ دیتے ہیں۔اگر کوئی تفصیل چاہتے ہیں تو ''بذل المجھود''۔

(بذل المجھود للشیخ أحمد السھارنپوری : الجلد ۱۷: ۸۶)

''شرح المسلم للنووی'' (شرح النووی : ۱۳۸/۱، ۱۳۹)اور احیاء العلوم مع شرح إتحاف السادة المتقین (اتحاف السادۃ المتقین:۴۲۶/۲)میں دیکھے اور استدلال میں اتنے دلائل پیش کرنا کافی ہے۔

اور صحیح بات یہ ہے کہ جب نبی کریم ﷺ کسی کام کو اچھا فرماتے ہیں تو عقل سلیم کا تقاضہ یہ ہے کہ اسے قبول کرلیا جائے۔اور جب آپ ﷺ کسی کام کو پسند کریں تو

منہاج نبوت کے تابعداروں کو چاہیئے، کہ اس پر عمل کریں۔ اور جب آنحضرت ﷺ کسی کام کے دین ہونے پر تصریح کریں تو ان پر لازم ہے کہ اس کو کبھی بھی نہ چھوڑے۔ اور جب نبی ﷺ نے مجوس، مشرکین عورتوں اور ہیجڑوں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے۔ تو سنت سے محبت کرنے والوں پر واجب ہے کہ ان حکموں پر صحیح عمل کریں اور جس سے منع فرمایا ہے اس سے اپنے آپ کو بچائیں۔ اس وعید کے خوف سے جو آنحضرت ﷺ کی سنتوں سے معرضین کے بارے میں بیان کیا گیا ہے۔

جیسا کہ ارشاد ہے:

"فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ"۔

(یہ جملہ اس حدیث کا ٹکڑا ہے جو حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ تین اشخاص ازواجِ مطہراتؓ کے حجروں میں آئے اور آنحضرت ﷺ کی عبادت کے بارے میں پوچھا: (الی آخر الحدیث) صحیح البخاری باب ترغیب فی النکاح ۵۰۶۳، فتح الباری: ۱۰۴/۹)

ترجمہ: "جس نے میری سنتوں سے اعراض کیا وہ ہمارے گروہ سے نہیں"۔

تو داڑھی کا مسئلہ جس میں بحث کیا جارہا ہے بالکل اس طرح واضح ہے جیسا کہ نصف النہار کے سورج کی روشنی، اس لئے کہ اس کی بنیاد قرآن وسنت اور اجماع صحابہ و تابعین ہے۔ اگر اس مسئلہ کو شریعت کی میزان میں تولا جائے تو اس زمانے کے نوجوانوں کو اس اہم مسئلے میں کبھی بھی شک وشبہ باقی نہ رہے گا۔

فنسئال اللہ الکریم اتباع الحق لأنہ ھو الموفق للصالحات۔

ترجمہ: ہم اللہ تعالیٰ سے حق کی پیروی کا سوال کرتے ہیں کہ وہ نیکیوں کی توفیق دینے والا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆

دوسری فصل :

دلائل عقلیہ جو داڑھی کی طوالت پر دلالت کرتی ہیں

ہر قوم کی ایک خاص نشانی ہوتی ہے :

عام حالات شاہد ہیں کہ ہر حکومت کا ایک خاص جھنڈا ہوتا ہے، ایک رنگ کا یا مختلف رنگوں کا اور اسی طرح ہر حکومت کے علیحدہ علیحدہ کاموں کے لئے لوگ ہوتے ہیں اور پھر ہم ایک ملک میں مختلف نشانات دیکھتے ہیں، جیسے پولیس کا ایک خاص لباس ہوتا ہے، فوج کا جدا یونیفارم ہوتا ہے، پھر بری افواج کا جدا یونیفارم ہے اور بحری افواج کا جدا اور ہوائی افواج کا جدا اور حساس مراکز کے ملازمین کا لباس عام سرکاری لوگوں کے لباس سے جدا ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ بعض ممالک کے ملازمین پر لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے مقررہ لباس (یونیفارم) کو ڈیوٹی کے وقت میں ضرور پہنیں ورنہ اسے سزا دی جاتی ہے۔ اور ہر ملک اپنے جھنڈے اور اپنے قومی، ملکی نشانات کا احترام کرتے ہیں جو اسے دوسرے ممالک سے جدا

کرتا ہے۔ اگر کسی ایک ملک کے جھنڈے کی بے عزتی ہو جائے تو سخت جنگوں تک نوبت پہنچتی ہے اور یہ بات صرف لباس اور جھنڈوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ بعض اقوام اپنے جسم کے بعض اندا موں جیسے ہاتھ اور چہرے پر نشانات لگاتے ہیں، بعض اپنے گالوں اور رُخساروں کو چیرتے ہیں اور ہندو سر کے درمیانی بالوں کو رکھتے ہیں۔

خلاصہ یہ کہ یہ فرق اس لئے ہے کہ ہر کسی کی شخصیت کی حفاظت ہو جائے ورنہ پھر فوجی کی تمیز پولیس والے سے کیسے ہوتی اور کیسے حاکم ومحکوم کو پہچانا جاتا، اور بہت سے تجربے اس کے شاہد ہیں کہ مختلف قبائل اور خاندان جنہوں نے اپنے مخصوص نشانات کی حفاظت کی ہے، اپنے دینی امتیازات کو مضبوطی سے تھاما، اپنی زبان کو بولنے اور لکھنے میں محفوظ کیا ہو، اور اپنے خاندانی لباس کو لازم پکڑا ہو تو وہ آج تک تمام جماعتوں میں اپنے نشانات کی وجہ سے زندہ اور ممتاز ہیں۔ بخلاف ان اقوام کے جنہوں نے اپنے آپ کو دوسری قوموں کے روپ میں ڈھالا ہو، اور غیر لوگوں کے دامن کو پکڑا ہو، اور اپنی شخصیت کو ملیامیٹ کر دیا ہو، اور اپنے آپ کو ان میں مدغم کر دیا ہو۔ یہاں تک کہ (وہ ختم ہو گئیں) اور ان کا اثر ہی باقی نہیں رہا۔

سکھ اپنے شعائر کے پابند ہیں :

جیسے سکھ مثلاً جو ہندوستان میں ایک چھوٹا سا گروہ ہے، عام لوگوں میں یہ اپنے مذہبی نشانات کے سختی سے پابند اور حفاظت کرنے والے ہیں، جیسے پگڑی، تمام بدن کے بال نہ کاٹنا، ہاتھوں میں لوہے کا کڑا پہننا، داڑھی کو دھاگے سے باندھنا، اور اس طرح اور خصوصیات بھی ہیں۔ تو ان کو ہندوؤں میں بلند مقام حاصل ہے، اور ان کو تمام عالم میں زندہ قوم شمار کیا جا رہا ہے۔ اس لئے بلند مقام تک پہنچے ہیں اور بہت سے حساس اور مرکزی ملازمتوں پر فائز ہیں، انہوں نے نہ داڑھی کاٹی ہے، نہ پگڑی اُتاری ہے اور نہ کڑا نکالا ہے

اور بہت سے سکھ یورپ، ہالینڈ، فرانس، امریکہ، اٹلی اور جاپان میں رہتے ہیں لیکن وہ اوروں کے ماحول سے متاثر نہیں ہوئے۔ یہاں تک کہ حکومتِ ہندوستان نے اعتراف کر کے فیصلہ کیا کہ اگر ان میں کوئی جرم کرے اور ارتکاب جرم کی وجہ سے جیل میں چلا جائے تو انہیں جرم کی مناسب سزا ملے گی مگر داڑھی منڈھوانے کی سزا نہیں ملے گی، اگر ان میں کوئی شخص ایسی ملازمت تک پہنچ جائے جس میں داڑھی کا شا ضروری ہو تو پھر بھی سکھوں پر داڑھی منڈھوانے کا جبر نہیں کیا جائے گا۔ اور یہ صرف اور صرف اس بات کا نتیجہ ہے کہ یہ لوگ اپنی عادات و اطوار پر مضبوطی اور سختی سے عمل پیرا ہیں اور اسی طرح ہمارا ظالم دشمن انگریز براعظم ایشیاء میں آیا اور یہاں ہندوستان اور دوسرے شہروں میں ۲۰۰ سال سے زائد رہا، لیکن اپنے نشانات کی حفاظت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اپنی پینٹ شرٹ اور ٹوپی کو ان گرم شہروں میں بھی نہیں اُتارا۔ باوجود اس کے کہ سرد علاقوں کے رہنے والے تھے، مگر یہ تمام صرف اپنی خصوصیات ونشانات کے تحفظ کے لئے کرتے تھے، اسی وجہ سے ان شہروں کے رہنے والوں (جن کی تعداد تقریباً پچاس کروڑ سے زائد ہے) میں یہ قوت نہیں تھی کہ ان کی عادات و خصائل اور کام کاج میں اپنے کام خلط ملط کریں بلکہ ان شہروں کے بے شمار لوگ اس دشمن سے مکمل طور پر متاثر ہوئے اور تقریباً پچاس سے زائد سال ان کو ہند و پاک چھوڑے ہوئے ہیں مگر ان کے اثار ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کے جسموں میں اب بھی زندہ ہیں۔ عاقل کے لئے اتنی مثالوں میں صرف یہ دو مثالیں ہی کافی ہیں۔

تو اسلام ایک الٰہی، عالمی، اعلیٰ اور عظیم الشان، مکمل اور اجتماعی دین ہے، تمام ادیان میں عقیدہ، اخلاق، عبادات اور معاملات کے لحاظ سے فرزندانِ اسلام ایک پاکیزہ اُمت ہے، ان کی ممتاز اسلامی تشخص ہے اور یہ داڑھی اسلامی افواج جند اللہ کی امتیازی نشان ہے اور اس داڑھی کے نورانی امتیاز کی بدولت خدائی فوج اور شیطانی فوج کے درمیان

امتیاز حاصل ہے اور یہی ایک سرّ اور راز ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول میں کہ :

"من تشبه بقوم فهو منهم". (رواه أبوداؤد في كتاب اللباس باب في لبس الشهرة ۴/۴۴ حديث رقم: ۴۰۳۱، و رواه أحمد في مسنده: ۵/۲)

"جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی تو وہ ان میں سے شمار ہوگا"۔

اس لئے کہ ان کے رنگ میں رنگنا اور ان کے طور طریقوں کو اختیار کرنا حقیقت میں ان کے گروہ کو زیادہ کرنا ہے۔

قصداً کفار کی مشابہت کا حکم :

اسی وجہ سے فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ :

جس نے قصداً اپنے آپ کو کفار کے مشابہ بنایا اور یہود و نصاریٰ کے طور طریقے اختیار کئے تو اگر دل کی رضامندی سے ہو تو کافر ہوا، ورنہ گنہگار۔

احناف کی کتب میں سے "معین المفتی" میں ہے کہ :

"جس نے قصداً کفار سے مشابہت اختیار کی یا نصاریٰ (عیسائیوں) کے طریقے اپنائے یا ان کی صلیب وغیرہ باندھی یا مجوسیوں کی ٹوپی سر پر رکھی تو کافر ہوا، مگر علامہ ابو مسعودؒ اور حمویؒ نے یہ قید لگائی ہے کہ اگر اسلام کی حقارت کا ارادہ ہو تو کافر ہوگا، اگر یہ ارادہ نہ ہو تو پھر گناہگار ہوگا"۔

(معین المفتی)

اور شیخ خلیل المالکیؒ نے "مختصر" میں اور اس کی شرح میں شیخ عبد الباقیؒ نے "باب الردۃ" میں لکھا ہے کہ :

"مسلمانوں کا کفر اس قول کی صراحت پر ہے کہ عزیر علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا بیٹا ہے یا ایسے اور الفاظ جو کفر کے متقاضی ہوں، جیسے "اللہ تعالیٰ

ایک طرف میں ہے" یا ایسا کوئی اور کام جس سے یہ معلوم ہوتا ہو" پھر اس کی مثالیں ذکر کی ہیں، جیسے پٹی باندھنا اور وہ کام جو کفار کے ساتھ مخصوص ہو، جیسے یہود و نصاریٰ (عیسائیوں) کی ٹوپی استعمال کرنا"۔

(المختصر للخليل المالكي)

حنابلہؒ کی کتاب "الانتصار" میں ہے کہ جس نے کفار کا طریقہ اپنایا، ان کا لباس پہنایا پٹی باندھی یا صلیب کو سینہ پر لٹکایا تو یہ حرام ہے اور بعض علماء نے یہ بات کفر تک پہنچائی ہے۔ (الانتصار)

اور اس مضبوط بنیاد کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمت کو اپنے حق قول سے حکم فرمایا ہے کہ :

"خالفوا المشركين و فروا اللحى واحفوا الشوارب".

(رواه مسلم في كتاب الطهارة حديث: ۵۴)

"مشرکین کی مخالفت کرو، داڑھی لمبی رکھو اور مونچھیں کاٹو"۔

دوسری روایت میں :

"جزوا الشوارب وأرخوا اللحى خالفوا المجوس".

(رواه البخاري في صحيحه رقم: ۵۸۹۲، فتح الباري : ۱۰/۳۴۹)

"مونچھیں کاٹو اور داڑھیاں لمبی رکھو مجوس کی مخالفت کرو"۔

دوسری جگہ فرمایا ہے :

"فرق ما بيننا و بين المشركين العمائم على القلانس".

(رواه ابو داؤد في كتاب اللباس ۵۵/۴ حديث رقم: ۴۰۷۸)

"ہمارے اور مشرکین کے درمیان فرق پگڑی کو ٹوپی پر باندھنا ہے"۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

میرے اوپر دو کپڑے دیکھے تو فرمایا کہ :

''إن هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها''۔

''اس قسم کے کپڑے کفار کے ہوتے ہیں پھر نہ پہننا''۔

تو یہ تمام فرق اُمت اسلامیہ کی تشخص کی حفاظت کرنے کے لئے ہے۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب جنازہ دیکھتے تو کھڑے ہوجاتے، اگرچہ مشرک کا جنازہ ہوتا (یا تو موت کی یاد کی وجہ سے یا ملائکہ کے احترام کی وجہ سے) مگر جب پتہ چلا کہ جنازہ کے لئے کھڑا ہونا بھی مشرکین کی عادت ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے کھڑا ہونا چھوڑ دیا اور صحابہ کرامؓ کو بھی کھڑے ہونے سے منع فرمایا کہ مشرکین کی مشابہت سے بچ جائیں۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

''ليس منا من تشبه بغيرنا لاتشبهوا باليهود ولا بالنصارى فإن تسليم اليهود الإشارة بالأصابع و تسليم النصارى الاشارة بالأكف''۔

''وہ شخص ہم میں سے نہیں جو کفار کی مشابہت کرتا ہو، یہود اور عیسائیوں کی مشابہت نہ کرو اور یقیناً یہود کا سلام انگلیوں سے اشارہ کرنا ہے اور عیسائیوں کا سلام ہتھیلیوں سے اشارہ کرنا ہے''۔

اسلامی تشخص کی حفاظت کرنا :

اور یہ ہر قسم کی مشابہت سے بچنا اس لئے ہے کہ مسلمانوں کے لئے ظاہراً و باطناً علیحدہ ایک ایسی مستقل حیثیت ہو، جو اس شخص کو صورت و معنیٰ دین و ادب اور زبان کے لحاظ

سے دوسرے لوگوں سے جدا کرتا ہو، اور ایسے انداز میں کہ ان اعلیٰ خصلتوں میں کفار و مشرکین کا مقلد نہ ہو، اس لئے کہ مذہبی نشانات، عادات اور کپڑوں میں استقلال امتوں کے درمیان واضح فرق ہیں جن سے وہ پہچانے جاتے ہیں اور جب ایک اُمت اپنی دینی ضروریات میں اکیلی ہو تو وہ دوسری اُمتوں میں قوت اور یکجہتی و یگانگت کے لحاظ سے، مستقل، مضبوط اور موثر بن جاتی ہے اور یہی بنیادی اور ضروری امتیازات آج کل کی اصطلاح میں تہذیب (کلچر) سے تعبیر کئے جاتے ہیں۔

اے کاش ! کہ اُمتِ اسلامیہ ان تمام امتیازات کی محافظ بن جاتی تو معاشرتی خرابیوں، اخلاقی کمزوریوں اور تباہیوں کے خراب اور رسوا کن نتائج تک نہ پہنچتی۔

سلفِ صالحین کی حدودِ شریعت پر مداومت :

تاریخ کے اوراق گواہ ہیں کہ جب عجمی علاقوں کے فاتحین یعنی عرب مسلمان دینی شعائر اور اسلامی تشخص کی حفاظت کرتے رہے، مثلاً لباس، اُٹھنا بیٹھنا اور عربی میں خطبۂ جمعہ دینا، عربی کو دفتری اور سرکاری زبان بنانا۔ تو انہوں نے اپنے رواجات، خصوصیات، عادات و خصائل اور عربی زبان کو عراقیوں، شامیوں، مصریوں، سوڈانیوں اور مراکش اور لیبیا کے صحراؤں، فارس (ایران) کے شہروں خراسان اور ماوراء النہر کے لوگوں کے دلوں میں داخل کر دیئے۔ باوجودیکہ ان اطراف کے لوگ عربی زبان کے ایک لفظ کو بھی نہیں جانتے تھے، اور نہ اسلامی ارکان و شعائر کو جانتے تھے، وہ خالص عرب بن گئے۔

سلفِ صالحین نے دین کو مشرق و مغرب میں پھیلایا :

لیکن انہی عرب مسلمان اور بہادر فاتحین نے اسلامی احکامات کو مضبوطی سے پکڑا، اور پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کیا، تو ان شہروں کے لوگ ان کی عادات و خصائل

اور زبان و تہذیب سے متاثر ہوئے۔ یہاں تک کہ وہاں کے کفار اقوام بھی ان کی زبان و تہذیب سے متاثر ہوئے اور ان کے بچے آج تک اسلامی لباس پہنتے ہیں اور صاف عربی زبان بولتے ہیں۔ عبرانی قبیلے، کلدانی اقوام اور بعض اور اقوام بھی عربی مسلمانوں کے رنگ میں رنگے گئے۔

اور پرانے مسلمانوں نے ہندوستان، پاکستان اور افغانستان کے شہروں میں صرف داڑھی لمبی رکھنے اور مونچھیں کاٹنے اور پگڑی باندھنے پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ انہوں نے قرآن و سنت کی تعلیمات پر مداومت کی تھی اور اسی طرح بچوں کے ناموں، مثلاً وہ اپنے بچوں پر صحابۂ کرامؓ اور تابعینؒ کے نام رکھتے تھے، بچیوں پر صحابیاتؓ و تابعیاتؒ کے نام رکھتے تھے) آدمی اور عورت کے لباس میں فرق، عورتوں کا پردہ کرنا، مسلمانوں کے گھروں کا کفار کے گھروں سے فرق اور دوسرے ممیزات، اور عربی زبان پر ایسے قائم و دائم رہے کہ اس زمین (ہندوستان، پاکستان اور افغانستان) نے دینی علوم کے ماہرین اور احادیث کے عباقرہ پیدا کئے اور ابھی تک یہ اطرافِ بعیدہ دینی و علمی آثار، مدارس اور معابد سے مالا مال ہیں اور جو بھی ان شہروں کی سیر کریں تو ہر طرف اسلامی آثار کا مشاہدہ کرسکیں گے اور یہ سب کچھ دینِ حنیف پر عمل کرنے اور اسلامی تشخصات و امتیازات پر قائم و دائم رہنے کا نتیجہ ہے۔

کفار اور مسلمانوں کے درمیان فرق:

ان تمام باتوں کا خلاصہ یہ ہے کہ اُمت اسلامیہ ایک عالمی اُمت ہے، اِس کی کچھ خاص خصوصیات ہیں تو ان پر تمسک ان کے وجود کا تحفظ ہے۔ خصوصاً یہ مسئلہ جس میں ہم بحث کر رہے ہیں، اس لئے کہ داڑھی واضح و بین خصوصیات میں سے شمار ہوتی ہے اور اس کی محافظت کرنا اسلامی معاشرہ کے وجود کی محافظت ہے اور اس پر عمل کرنے سے اسلامی گروہ

شیطانی گروہ سے ممتاز و جدا ہوتا ہے اور وہ حدیث جس میں دس (۱۰) چیزیں فطرت سے شمار کی گئی ہیں، اشارہ ہے کہ یہ دس خصائل اللہ تعالیٰ کے قریب لوگوں کی خصلتیں ہیں اور انہی خصلتوں میں داڑھی لمبی رکھنا، مونچھیں کاٹنا، پہلے ذکر ہوئے ہیں، اور اسی طرح ''من سنن المرسلین '' کا کلمہ بعض روایات میں ''الفطرۃ'' کے بجائے آنا اس بات پر دال ہے کہ یہ خصائل انبیاء علیہم السلام اور ان کے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے خصوصی نشانات ہیں۔

مرد اور عورت کے مابین فرق :

پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جیسا کہ کفار اور مسلمانوں کے مابین فرق کا خیال رکھا ہے اسی طرح مسلمان مرد اور مسلمان عورت کے درمیان بھی فرق کی حفاظت فرمائی ہے یعنی آدمی کی ذمہ داریوں اور عورت کی ذمہ داریوں میں فرق ہے اور ہر حقدار کو اپنا حق دیا ہے۔ تا کہ ہر کسی کی فطرت محفوظ ہو جائے تو آدمی کو سونے کی انگوٹھی پہننے سے (کما روی انس بن مالک رضی اللہ عنہ عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ مسلم فی باب طرح الخواتم فی کتاب اللباس حدیث رقم: ۲۰۹۳:۳/۱۶۵۷......۱۶۵۸) ریشمی کپڑے پہننے سے (روی مسلم فی صحیحہ عن علی بن ابی طالب ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی الرجال من لبس القسی المعصفر فی باب النہی عن لبس الرجل الثوب المعصفر فی کتاب اللباس حدیث رقم: ۲۰۷۸،۳/۱۶۴۸) اور اسی طرح مسلمان عورت کو کافر عورتوں کی مشابہت سے منع فرمایا ہے، مسلمان عورتوں کو خال رکھنے اور دانت تیز کرنے سے بھی منع فرمایا ہے اور لعنت فرمائی ہے۔ خال لگانے والیوں پر اور جس عورت پر خال لگا رہی ہیں (کما فی صحیح المسلم فی باب تحریم فعل الواصلۃ و المستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ کتاب اللباس حدیث رقم: من ۲۱۲۲ الی ۲۱۲۴) اور اس

طرح لعنت کی ہے ان عورتوں پر بھی جو ابرو نکالتی ہیں اور جس کے لئے نکالتی ہیں۔ (رواہ البخاری عن عائشۃ و ابن عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہم فی کتاب اللباس حدیث: ۵۹۳۲)

تو یہ تمام روایات اُمت کو مردانگی اور نسوانیت کا مقام اور فطری سنتوں اور پیدائشی اُمور کا احترام سکھاتی ہیں۔ اس لئے کہ مرد و عورت اس دھوکے و خیانت سے بچ جائیں اور انسانی عقل بھی یہ چاہتی ہے کہ فوجی اور مجاہد رعب و وقار والا ہو، یہ نہیں کہ عورتوں اور ہیجڑوں کی طرح دکھائی دے۔ ہیجڑا آدمی وہ ہے جس کی حرکات و سکنات دوسروں کو اپنی طرف مائل کردیں ایسے آدمی کے اُٹھنے بیٹھنے، بات چیت کرنے اور کام کرنے میں نرمی ہوتی ہے تو ایسا آدمی سفر کی تھکاوٹ اور جہاد فی سبیل اللہ کی سختیوں کو برداشت کی طاقت نہیں رکھتا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ہیجڑے کو مدینہ منورہ سے نکالنا :

اس وجہ سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ سے ایک ہیجڑے کو نکالا تا کہ صحیح لوگ اس کے جراثیم سے متاثر نہ ہوں، جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :

"نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک ہیجڑا لایا گیا، جس نے ہاتھ پاؤں پر مہندی لگائی ہوئی تھی"۔

تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ : "اس آدمی کو کیا ہوا؟"

تو کسی نے عرض کیا : "یارسول اللہ! یہ عورتوں کی مشابہت کرتا ہے"۔

تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو مدینہ طیبہ سے نکالنے کا حکم دیا اور "نقیع" مقام کی طرف بھگا دیا۔ (نقیع مدینہ منورہ میں ایک جگہ ہے جہاں جانوروں کی چراہ گاہ ہوتی تھی)

پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ :

''یا رسول اللہ ! کیا اسے قتل نہیں کرنا چاہیئے؟''

تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

''مجھے نمازیوں کے قتل کرنے سے منع کیا گیا ہے''۔

(رواہ أبو داؤد فی کتاب الأدب فی الحکم فی المخنثین: ۲۸۲/۴ حدیث رقم: ۴۹۲۸)

اور یہی حدیث اساسی اور فطرتی اُصولوں کی حفاظت میں عظیم بنیاد ہے اور اسی وجہ سے آدمی کو ہاتھ پاؤں پر بغیر کسی عذر کے مہندی لگانے سے منع کیا گیا ہے، تو پھر یہود و نصاریٰ کے ساتھ (جو کافر ہیجڑے ہیں) مشابہت اور خلط ملط رکھنے کا کیا حکم ہوگا؟

تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اس نمازی ہیجڑے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مدینہ منورہ سے نکالنے کا حکم کرنا اور صحابہ کرامؓ کا اس کے قتل کرنے کے بارے میں دریافت کرنا، یہ تمام پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ایک نمازی ہیجڑے کے بُرا لگنے کے واضح دلائل ہیں اور یہی خاندان اور افراد کے لئے ہیجڑاپن سے بچنے کے لئے ایک واضح بات بھی ہے۔

مرد اور عورت ایک جیسا لباس نہ پہنے :

اور جب سے مسلمان نوجوانوں نے یہودیوں اور عیسائیوں کے ہیجڑاپن کو خوش آمدید کہا اور ان کے ظاہری مصنوعی چمک دمک سے متاثر ہوئے اور اپنی شریعت کے محاسن اور دینی امتیازات سے غافل ہوئے اور اپنے آپ کو ان کے رنگ میں رنگا اور پھر یہ مشابہت اور اختلاط اس حد تک پہنچی کہ آسانی سے ایک مسلمان اور عیسائی میں فرق نہیں ہوسکتا۔ اس لئے کہ دونوں شکل وصورت، وضع قطع اور جامہ ولباس میں مکمل ایک جیسے ہیں۔

وروی عن أبی هریرة رضی الله عنه قال : لعن رسول الله

صلى الله عليه و سلم الرجل يلبس لبسة المرأة و المرأة تلبس لبسة الرجل. (رواه ابوداؤد فی کتاب اللباس فی باب لباس النساء حدیث رقم:۴۰۹۸)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے ان مردوں پر جو عورتوں کا لباس پہنتے ہوں اور اُن عورتوں پر جو مردوں کا لباس پہنتی ہیں“۔

اور دونوں اطراف سے خواہ صورت ولباس اور بالوں میں مشابہت ہو یا خالوں اور دانت تیز کرنے میں، ان تمام میں دھوکے کا ایک عجیب راز یہ ہے کہ یہ اصلی فطرت کو چھپانا ہے، اگر یہ کام جائز بھی ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس انصاری عورت کو اجازت فرماتے تاکہ وہ اور بال لگاتے، اس لئے کہ اس کی زلفیں بیماری کی وجہ سے گر (نکل) گئی تھیں، جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

”انصار کی ایک عورت کی شادی ہوئی، پھر بیمار پڑ گئی تو اس کے بال گر گئے، تو اس نے ارادہ کیا کہ اپنے بالوں کے ساتھ اور بال لگا دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا: تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ بالوں میں مصنوعی بال پیوست کرنے والی اور پیوست کرانے والی عورتوں پر لعنت فرماتا ہے“۔

(رواه البخاري في كتاب اللباس في باب الوصل في الشعر حدیث رقم: ۵۹۳۴ فتح الباری ۱۰/ ۳۷۴)

”كتاب البيان و التعريف في بيان أسباب ورود الحديث“ کے صاحب نے امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ سے اس کا سبب ”مشکل الآثار“ میں تفصیلاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت نقل کی ہے، فرماتی ہیں کہ:

''ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی، عرض کیا کہ اے اللہ کے نبی ! میں نے اپنی بیٹی کی ایک شخص سے شادی کرائی، تو وہ بیمار پڑ گئی اور اس کے سر کے بال جھڑ گئے، تو اب اس کا شوہر چاہتا ہے کہ اور بال ساتھ لگا دیں تو کیا میں اس کے سر پر اور بال لگا سکتی ہوں جس سے وہ خوبصورت ہو جائے، تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا :

''اللہ تعالیٰ پیوست کرنے والی اور پیوست کرانی والی دونوں پر لعنت فرماتا ہے''۔ (كتاب البيان والتعريف في بيان أسباب ورود الحديث: ١٦١)

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مدینہ منورہ میں آمد :

حضرت سعید بن المسیبؒ سے روایت ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ جب آخری مرتبہ مدینہ منورہ تشریف لائے، تو ہمارے سامنے تقریر فرمایا اور دوران بیان بال کی ایک گٹھلی نکال کر فرمایا :

''میرا یہ خیال نہ تھا کہ یہود کے علاوہ کوئی اور بھی یہ کام کرے گا، اور یقیناً پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے (بال پیوست کرنے والے کو) جھوٹا فرمایا ہے''۔

اور ایک روایت میں ہے کہ آپؓ نے مدینہ والوں سے فرمایا :

''تمہارے علماء کو کیا ہوا؟ میں نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایسے کام سے منع فرماتے، اور فرمایا کہ یقیناً بنی اسرائیل ہلاک ہوئے، جب ان کی عورتوں نے یہ کام شروع کیا''۔ (رواه البخاری فی كتاب اللباس باب وصل الشعر حديث رقم: ٥٩٣٨، فتح الباري ١٠/ ٣٧٣)

جتنا بھی زمانہ گزرتا ہے، ہم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ کی تعبیر حرف بہ حرف واضح ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ جن منکرات سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہے اور اس کے ارتکاب سے اپنی اُمت کے مرد و عورت کو ڈرایا ہے وہ موجود ہوئیں اور یہ روایت ہم نے اپنے موضوع کی وضاحت کے لئے بیان کی ہے کہ مسلمانوں اور کفار کے مابین اور مرد و عورت کے درمیان فرق کرنے کے لئے کون سی خصوصیات ہیں؟ اور حق بات یہ ہے کہ جو شرعی حکم ہوتا ہے، اس میں بندوں کے لئے بہت زیادہ مصالح ہوتی ہیں، اگر چہ ان سب کو ہم جانیں یا نہ جانیں، پھر بھی شریعت سراسر خیر و برکت ہے۔

ایک بدو کا ایمان اور سمجھ :

ایک بدو نے کیا اچھا کہا تھا جب اس سے کسی نے پوچھا کہ تم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کیوں ایمان لایا؟ تو اس بدو نے نہایت خوبصورت جواب دیا :

”میں نے کبھی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی کام کے کرنے کا حکم فرماتے اور عقل کہے کہ نہ کرو اور اسی طرح کبھی آپ ﷺ کو نہیں دیکھا کہ وہ کسی کام سے منع فرماتے ہوں اور عقل اس کے کرنے کا حکم دے“۔

تو ایک بدو سلیم الفطرت اور مضبوط سمجھ والے نے اپنی طبعی قوت اور مضبوط سمجھ سے یہ بات معلوم کر لی کہ شریعت کے تمام احکام حکمتوں اور مصلحتوں سے پُر ہیں۔

لمبی داڑھی اور کم مونچھوں میں بہت سی حکمتیں اور مصالح ہیں :

پس لمبی داڑھی اور کٹی ہوئی مونچھوں میں بھی بہت سے حکمتیں اور مصالح ہیں،

بعض کو ہم جانتے ہیں اور بعض کو نہیں۔ بعض شرعی مصالح تو ہم نے ذکر کیئے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی اطاعت کرنا، انبیاء وصلحاء سے مشابہت کرنا، مجوس و مشرکین، یہود و نصاریٰ کی مشابہت سے دور رہنا اور ہیجڑا پن اور حلیہ بگاڑنے سے اپنے آپ کو بچانا اور اس طرح اور (بہت ساری چیزوں سے اپنے آپ کو بچانا) اور مسلمان کی شخصیت کا برقرار رکھنا۔ اس لئے کہ ایسی شخصیت (لمبی داڑھی، مونچھیں کاٹنا) مسلمانوں کے مابین تعارف کی نشانی ہے، تا کہ ایک مسلمان بھائی دوسرے مسلمان بھائی کو جانے بغیر سلام کر سکیں، یا سلام کا جواب دے سکیں، اس لئے کہ یہ سلام پھیلانا ان (مسلمانوں) کے درمیان میں اخوت و بھائی چارے کی تعلیمات کو مضبوط کر دیتا ہے۔

اور جب سے مسلمان نوجوان نے یہ فرق ختم کیئے ہیں تو ظاہری نظر میں آسانی سے مسلمان اور عیسائی کے درمیان فرق کرنا مشکل ہو گیا ہے۔ ان شہروں میں جہاں عیسائی ہندو اور کفار کی دوسری اقوام رہتے ہیں، اگر جہاد ہو جائے اور میدان جنگ میں کوئی مقتول پایا جائے جس کو کوئی پہچانتا نہ ہو، تو داڑھی اس بات پر دلالت کرے گی کہ یہ مسلمان ہے۔ تو اس کو غسل دیا جائے گا اور کفن پہنایا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھائی جائے گی اور مسلمانوں کے مقبرہ میں دفن کیا جائیگا۔

اگر ریل گاڑی، بس، جہاز یا موٹر وغیرہ میں حادثہ ہو جائے تو وہاں مسلمان کی پہچان کیا ہوگی؟ اور خاص طور پر جب یہ غیر ممالک میں ہو، اور اس وقت میں جب اسلامی لشکر مشرکین اور کفار سے لڑتے ہوں، لہٰذا ایک مجاہد اپنے بھائی کو اس داڑھی سے پہچانے گا۔

خلاصہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدمی پر اتنا عظیم احسان فرمایا ہے کہ اس کو عورت پر

نگران مقرر کیا اور اسے ظاہری طور پر داڑھی اور مونچھوں سے ممیز کیا، معنوی اُمور سے بھی خاص کیا۔

کیا اس سے بھی کوئی بڑی فضیلت اور عزت ہو سکتی ہے؟ جو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اس قول میں عطاء کردی :

''ونفخت فيه من روحي''۔ (اور میں نے اپنی روح اس میں پھونکی) اور اماں حواء علیہا السلام کو ان کے مانوس کرنے کے لئے پیدا فرمایا تو اس وجہ سے عورت اتنے بلند و بالا منصب کی حقدار نہیں اور تمام انبیاء علیہم السلام انسانیت کی تمام کمالات وصفات سے متصف تھے۔ خاص طور پر مردانگی کے اوصاف سے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر خاتم الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیاء مرد تھے اور اللہ تعالیٰ نے یہ نبوت ورسالت کی عظیم نعمت عورتوں کو نہیں دی۔

داڑھی :

یہ داڑھی جو تم ہر وقت دیکھتے ہو اور لوگوں کے سامنے آتے ہو، یہ مردانگی کی نشانی اور عنوان ہے۔ زنانہ، خصی آدمی اور خنثیٰ مشکل جیسا کہ یہ مردانگی کی صفات سے محروم ہوتے ہیں اس طرح داڑھی سے بھی محروم ہوتے ہیں اور ماہر اطباء اور ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ داڑھی پر بلیڈ وغیرہ مارنا آدمی کی قوتِ مردانگی کو کم کر دیتا ہے، کہتے ہیں کہ اگر یہ لڑکے اپنے آباء کی طرح داڑھی منڈھوانے پر ہیشگی کرلیں اور یہی ان کے پوتے بھی کریں اور یہ عمل سات (۷) نسلوں تک جاری رہے تو آٹھویں نسل قوتِ مردانگی سے خالی پیدا ہوگی یعنی مادۂ منویہ سے محروم ہوں گے۔ داڑھی سر کے بالوں کی طرح نہیں، اس لئے کہ سر کے بالوں کا مادۂ

منویہ سے کوئی تعلق نہیں۔ اس لئے کہ گنجا آدمی قوتِ مردانگی رکھتا ہے، اور خصی، خنثیٰ مشکل اور عنین اس سے محروم ہوتے ہیں اور اس طرح بلیڈ چلانے سے گلے اور آنکھوں کی رگیں بھی متاثر ہوتی ہیں اور سینے کی رگیں بھی خراب ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے داڑھی منڈھوانے والوں کی نظر جوانی میں کمزور ہو جاتی ہے اور سینے کی آفات و مصائب میں پڑ جاتے ہیں۔ اس لئے کہ تیل کے ذرات داڑھی کے ذریعے بدن تک پہنچتے ہیں جس کی وجہ سے بدن نرم اور تر و تازہ رہتا ہے۔

امریکی ڈاکٹروں میں ایک مشہور عیسائی ڈاکٹر ''چارلس ہومر'' نے ایک خط کے جواب میں صاف کہا ہے جو بعض داڑھی منڈوں نے اس کو بھیجا تھا اور اس ڈاکٹر پر زور دیا تھا کہ وہ ایک ایسا انجکشن ایکاد کرے، جس کے لگانے سے داڑھی کے بالوں کا بالکل جڑ سے ایسا خاتمہ ہو کہ دوبارہ نہ اُگیں۔ تا کہ قیمتی اوقات اور اخراجات محفوظ ہو جائیں' جو داڑھی منڈھوانے پر بے جا خرچ ہوتے ہیں، تو ڈاکٹر چارلس ہومر نے جواب دیا کہ :

''چند لوگوں نے مجھ سے داڑھی منڈھوانے کے لئے بجلی کی مشین کے ایجاد کرنے کا مطالبہ کیا ہے کہ ان کے قیمتی اوقات بچ جائیں لیکن میں نہیں سمجھتا کہ یہ لوگ داڑھی سے اتنا کیوں ڈرتے ہیں؟ یہ لوگ سر کے بال تو لمبے لمبے رکھتے ہیں لیکن داڑھی لمبی رکھنے میں کیا عیب ہے؟ جب آدمی کے سر کے بال گر جائیں تو وہ اپنے آپ کو گنجا تصور کرتا ہے اور شرماتا ہے اور عجیب حیرانگی کی بات یہ ہے کہ اپنے چہرے کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرتا ہے اور کوئی شرم اور پشیمانی محسوس نہیں ہوتی۔ باوجود اس کے کہ داڑھی مردانگی کی نشانی ہے اور اس سے قوتِ مردانگی بھی زیادہ ہوتی

ہے اور صورت اور امتیاز بھی قوی کر دیتی ہے"۔

داڑھی آدمیوں کی زینت :

داڑھی بڑھانے اور اس کی حفاظت کرنے سے شجاعت و بہادری اور رعب پیدا ہوتا ہے اور اس سے آدمی اور عورت کے مابین تمیز ہوتا ہے، عورتیں داڑھیوں کی بہت قدر کرتی ہیں اور داڑھی والوں پر عاشق ہوتی ہیں' مگر ایسا ظاہر کرتی ہیں کہ انہیں داڑھی والوں سے محبت نہیں۔ اس میں سر اور راز یہ ہے کہ یہی (عورتیں) نئے فیشن کی بنیاد ہیں اور بدقسمتی سے داڑھی لمبی رکھنا لوگوں میں بُرا مانا جاتا ہے۔ اور داڑھی کے چند بال، چہرے، منہ اور ناک کی چھانی کی طرح ہے کہ منہ، چہرہ، ناک، گردن، گلا اور ٹھوڑی کے نیچے حصہ کو مضرری جراثیم سے بچاتا ہے اور گنجان داڑھی سینے کو گرمی اور سردی سے بھی بچاتی ہے۔

اور یہی داڑھی ایک بار پھر اس دنیا میں آئے گی اور وہی رعب بھی ساتھ ہوگا، جو اللہ تعالیٰ نے مرد کے ساتھ خاص کیا ہے، اور کبھی بھی ایک داڑھی والے نے اپنی بیوی کو نہیں چھوڑا، اس لئے کہ وہ داڑھی کا احترام کرتا ہے اور اپنی عزت کا خیال رکھتا ہے، جیسا کہ آدمی کی شان سے مناسب ہو اور ایک مضبوط نوجوان کیسے یہ آرزو کریگا کہ اس کا چہرہ عورتوں اور بچوں کی طرح ہو، اللہ تعالیٰ نے داڑھی کو مردوں کے چہروں کی زینت بنائی ہے اور جو لوگ داڑھی پر ہنستے اور مذاق اڑاتے ہیں تو وہ حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ہنستے اور ان کا مذاق اڑاتے ہیں، اس لئے کہ ان کی بھی لمبی داڑھی تھی"۔ (انتهى كلام الطبيب المسيحي و هو ماخوذ من مجلة "الصديق" الصادرة من ملتان شهر ابريل ۱۹۵۳ء)

اس عیسائی اور امریکی ڈاکٹر نے مختصر الفاظ میں داڑھی کا مرتبہ کتنے خوبصورت

انداز میں بیان کیا اور اپنے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات کے ساتھ اس نے کتنے زبردست انداز میں عزت اور قدر و احترام کے تعلق کا اظہار کیا، باوجود اس کے کہ بیس (۲۰) صدیاں گزر چکی ہیں؟، تو کیا ہم مسلمان اپنے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیمات کو قدر و عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں؟ کہ آپ ﷺ خاتم الانبیاء والمرسلین بھی ہیں اور وہی نبی ہیں جن کی آنے کی بشارت حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی اُمت کو دی تھی اور عنقریب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا اور وہ نبی مختار صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے داعی ہوں گے۔

میں چاہتا ہوں کہ اس فصل کو حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کی اس روایت کردہ حدیث پر ختم کروں، جو کہ ایک لمبی حدیث، اس میں ہے:

”فوعظنا رسول اللّٰه صلى الله عليه وسلم موعظة بليغة وجلت منها القلوب و ذرفت منها العيون، فقال قائل: يا رسول الله كأنّ هذه موعظة مودع فما ذا تعهد إلينا؟ فقال: أو صيكم بتقوى الله والسمع و الطاعة وإن عبدا حبشيا فإنه من يعش منكم بعدى فسيرى اختلافاً كثيرا، فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين تمسكوا بها وعضوا عليها بالنواجذ، وإياكم و محدثات الأمور فإن كل بدعة ضلالة“۔

(رواہ ابوداؤد ۴۶۰۷ والترمذی حدیث رقم ۲۶۷۶)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں پر اثر وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل خوف زدہ ہو گئے اور آنکھیں اشکبار ہو گئیں، کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو گویا الوداعی وعظ معلوم ہو رہا ہے، ہمیں وصیت فرمائیے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں تمہیں اللہ کے خوف اور سمع واطاعت کی تاکید کرتا ہوں، اگرچہ تم پر کوئی حبشی غلام امیر بنادیا جائے اور جو شخص تم میں سے میرے بعد زندہ رہا' وہ بہت بڑے اختلاف کو دیکھے گا۔ پس تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم میری سنت اور (ہدایت یافتہ) خلفاءِ راشدین کی سنت (کو اختیار کرو) اس کو دانتوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑے رکھو اور دین میں نئی باتیں داخل کرنے سے بچو' اس لئے کہ ہر نئی بات بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالٰی علی خیر خلقہ محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین۔

وہ نبیوں میں رحمت لقب پانے والا
مرادیں غریبوں کی بر لانے والا

☆☆☆

تیسری فصل :

بعض اہلِ علم اور زائغین کے شبہات اور جوابات

کیا لمبی داڑھی رکھنا عیب ہے ؟

پہلا شبہ : بعض معترضین کہتے ہیں کہ :

"پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی لمبی رکھی تھی مگر یہ اپنے خاندان اور وطن کی عادت کے مطابق تھا، اور اب تو بالکل عادت بدل گئی ہے، اس لئے داڑھی کاٹنا اور منڈوانا تمام لوگوں کی عادت بن گئی اور داڑھی لمبی کرنا عیب شمار ہوتا ہے"۔

جواب : حق بات یہ ہے کہ: یہ شبہ اس اندھی تقلید کی وجہ سے پیدا ہوا ہے، جس نے جذبات اور عقول پر غلبہ کیا ہے، یہاں تک کہ ایسا شخص پھر حق اور باطل کے درمیان تمیز بھی نہیں کرسکتا، اگر معترضین انصاف کی نگاہ سے اس کتاب کے پہلے فصل کا مطالعہ کریں جو

ایسے نصوصِ شرعیہ پر مشتمل ہے جو کہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ داڑھی لمبی کرنا اللہ تعالیٰ کا حکم اور دین کا حصہ ہے، عادت کی وجہ سے نہیں ہے، تو ان معترضین کو یقین ہو جائے گا کہ داڑھی بڑھانا دین کے واجبات میں سے ہے اور مشرکین کی عادت میں سے نہیں۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لئے بھیجا گیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے قوانین کو نافذ کریں اور جاہلیت کے رسوم کو ختم کر دیں، پس مشرکین جو بتوں کی عبادت کرتے، بیٹیاں زندہ درگور کرتے، بیت اللہ شریف کا طواف برہنہ کرتے اور اس طرح اور قبیح افعال کرتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے باطل عقائد اور قبیح عادات کے خلاف سخت محنت فرما کر ان کو تمام برائیوں سے منع فرمایا اور اسلام کے پاکیزہ عقائد و اعمال سے مزین فرمایا ۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (نعوذ باللہ) جاہلیت کی عادات کا اتباع کرتے، تو اتنی محنتیں اور تکالیف نہ اُٹھاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو جاہلیت کے ہر قسم کی رسم و رواج کو بُرا مانتے، اور اسی وجہ سے بہت سی ایسی چیزیں حرام کر دیں' جن میں مشرکین و مجوس سے مشابہت تھی اور یہ بھی ثابت نہیں کہ اس زمانے کے عرب داڑھی رکھتے اور کیسے ہو سکتا ہے؟ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی مرتبہ تصریح فرمائی ہے کہ مشرکین اور مجوس داڑھی کاٹتے اور مونچھیں لمبی رکھتے ہیں۔ ان کی مخالفت کرو۔ اگر یہ ثابت ہو جائے کہ داڑھی رکھنا اس زمانے کے بعض لوگوں کی عادت تھی، تو یہ ''ملت ابراہیمی'' کے باقی ماندہ آثار میں سے ہوگا' اس لئے کہ یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ ہر نبی علیہ السلام کی اُمت جب گناہوں میں انتہا تک پہنچی ہے تو اپنے انبیاء علیہم السلام کی بعض تعلیمات ان میں باقی رہتی ہیں، جیسے بیت اللہ شریف کا احترام، طواف، حج، عرفات پر وقوف اور رات گزارنا منیٰ میں ۔ تو یہ تمام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے باقی نشانات و اثار ہیں، مگر اتنی بات ہے کہ وہ ان عبادتوں کے ساتھ ساتھ شرک بھی کرتے اور اس میں کسی کو بھی شک نہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم حج

کرتے، طواف کرتے، منیٰ میں رات گزارتے اور عرفات پر وقوف فرماتے تو یہ تمام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین کے نشانات ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اللہ تعالیٰ نے ان احکامات کا حکم دیا ہے تو اس طرح داڑھی بھی تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو بھی داڑھی لمبی کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

اور معترضین کی یہ بات کہ بہت سے لوگوں کی عادت اب بدل گئی ہے تو ان کی پیروی کرنی چاہئے، تو ہم معترضین سے پوچھتے ہیں کہ "عادت" سے تمہاری مراد کس کی عادت ہے؟ مسلمانوں کی یا یہود و نصاریٰ کی؟ اگر مسلمانوں کی عادت مراد ہو تو یہ اچانک پیدا نہیں ہوئی، بلکہ ایک نافرمان مسلمان نے مشرکین کی مشابہت اختیار کی، پھر یہ مرض دوسرے کو لگا اور اس طرح چلتا گیا چلتا گیا' یہاں تک کہ اس قسم کے مریض زیادہ ہو گئے اور اسی طرح سود کھانے والوں، جوا کھیلنے والوں، رشوت لینے والوں اور دینے والوں کی تعداد بھی انہی لوگوں کی طرح زیادہ ہو گئی ہے تو صحیح لوگوں کو ان مریض لوگوں کی پیروی نہیں کرنی چاہئے اور اگر تمہاری مراد یہودیوں اور عیسائیوں کی عادت ہو تو ہمیں ان کی عادات سے دور رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔

کیا مجاہد کے لئے داڑھی کاٹنا جائز ہے ؟

دوسرا شبہ : بعض نوجوان کہتے ہیں کہ داڑھی کاٹنا مجاہد کے لئے جائز ہے اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کروں گا تو اسی وجہ سے داڑھی کاٹتا ہوں۔

جواب : اس میں کوئی شک نہیں کہ اس قسم کی باتیں جہالت پر مبنی ہوتی ہیں، اس لئے کہ اچھی نیت سے کوئی حرام چیز جائز نہیں ہوتی، اور مجاہد کے لئے داڑھی منڈھوانا کبیرہ

گناہوں میں ایک گناہ ہے، کسی صحابیؓ اور تابعیؒ نے کسی غزوہ اور سریہ کے موقع پر اپنی داڑھی نہیں منڈوائی ہے، تو ان کی نیت سے زیادہ اچھی نیت کس کی ہو سکتی ہے؟ جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت کے لئے پسند فرمایا تھا اور ان سے زیادہ بہادر کون ہو سکتا ہے؟ وہ تو جنگجو بہادر تھے، اور یہی لوگ تھے جنہوں نے قیصر و کسریٰ کی بادشاہی ختم کی تھی اور اُن کی شہنشاہیت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا تھا۔ اور قیاصرو فرعونوں کے محلات پر قابض ہوئے تھے اور ان کے خزانے غنیمت میں لئے اور ان کے شاہانہ تاجوں سے مدینہ منورہ کے راستوں میں گیند کی طرح کھیلتے رہتے، مگر ان میں ایک بھی داڑھی منڈوانے والا نہیں تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی کئی جنگیں لڑیں اور صحابۂ کرامؓ کے ساتھ ستر (۷۰) سے زائد غزوات اور سریوں میں شریک ہوئے اور تاریخ نے وہی غزوات محفوظ کئے لیکن ہم نے ایک غازی اور مجاہد بھی ایسا نہ پایا جس نے داڑھی منڈھوائی ہو۔

اگر اللہ تعالیٰ کبھی شام، ایران، خراسان اور ماوراء النہر کے پہاڑوں کو قوتِ گویائی عطاء کر دی ہوتی تو یہ پہاڑ اور وادیاں اور جہادی میدان گواہی دیتے کہ وہ فاتحین اور اسلام کے جھنڈے اُٹھانے والے سب داڑھی والے تھے۔

کیا داڑھی منڈے کی تقلید جائز ہے ؟

تیسرا شبہ : بعض غافلین کہتے ہیں کہ بہت سے عرب مسلمان جیسے مصر والے، شام، عراق، اردن، مغرب والے، اور ترکی کے مسلمان داڑھی منڈواتے ہیں اور مسلمان ہیں تو ان تمام لوگوں کے کام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ داڑھی بڑھانا لازم نہیں۔

جواب : یہ سمجھنا چاہئے کہ یہ پیروی صرف بڑے مقام ’’منصب رسالت‘‘ کی

(شان کی مناسبت) ہے اس کی اتباع کیا جائے گا، مثلاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریرات اور احوال۔ کسی اور کے افعال کی اتباع نہیں کیا جائے گا۔ اگر چہ عربی کیوں نہ ہو بلکہ حجازی، مکی اور مدنی کیوں نہ ہو، اگر یہ لوگ نماز چھوڑنے اور روزہ نہ رکھنے پر اتفاق کریں تو کیا اس میں بھی ہم ان کا اتباع کریں گے؟ اور اس طرح ان میں ہزاروں علماءِ کرام اور مسلمان موجود ہیں جنہوں نے (لمبی) داڑھی رکھی ہے اور اس کے وجوب کا عقیدہ بھی رکھتے ہیں تو ہم ان کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

کیا داڑھی رکھنا اور کاٹنا برابر ہے ؟

چوتھا شبہ : بعض غافلین کہتے ہیں کہ اصل میں تقویٰ چاہیے اور اس کا محل دل ہے، داڑھی نہیں تو اس کے کاٹنے اور رکھنے میں کوئی باک نہیں۔

جواب : حق بات یہ ہے کہ اعمال دو قسم کے ہیں :

ایک دل کے اعمال ہیں اور دوسرے اعضاء کے اعمال ہیں۔

دل اور اعضاء دونوں اللہ تعالیٰ اور اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے تابعداری پر مامور ہیں، مگر اتنی بات ہے کہ دل عقائد پر مامور ہے جیسے توحید کا عقیدہ رکھنا اور ان تمام صفات کا اثبات کرنا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے ثابت کیا ہے اور یا نبی علیہ الصلوٰۃ و السلام نے اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت کیا ہے اور ان تمام صفات کی نفی کرنا جن کی اللہ تعالیٰ نے نفی کی ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے ان کی نفی کی ہے، اور انبیاء علیہم السلام اور آسمانی کتب کی تصدیق کرنا اور ان تمام ضروریات پر ایمان لانا جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لائے ہیں جو ظاہری اور ضروری باتیں ہیں۔

اور اعضاء عملی احکامات پر مامور ہیں، جیسے آنکھ تو یہ مامور ہے کہ اس سے بندہ

قرآن مجید، کتب احادیث اور اسلامی علوم کی کتابوں کو دیکھے، مسجد کی راہ دیکھے، مطلب یہ کہ بندہ اس سے نیک کاموں میں مدد حاصل کرے اور محرمات کو نہ دیکھے اور اسی طرح زبان بھی مامور ہے کہ یہ نیک کاموں میں استعمال ہو، گالی، فحش گوئی، غیبت، چغلی اور کفر کے کلمات میں استعمال نہ ہو، اور اس طرح تمام جسم کے اعضاء بھی۔

تو داڑھی لمبی رکھنا، ان واجبات میں سے ہے جن کا تعلق اعضاء سے ہے اور مکمل تقویٰ تمام شرعی احکام پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے، خواہ جس کا تعلق دل سے ہو یا اعضاء و جوارح سے۔

کیا داڑھی میں آدمی عجیب لگتا ہے ؟

پانچواں شبہ : بعض نوجوانوں سے سنا ہے کہ داڑھی میں آدمی عجیب سا لگتا ہے اور داڑھی رکھنے والا داڑھی منڈوں میں عجیب وغریب سا لگتا ہے ؟

جواب : حق بات یہ ہے کہ جب ایک مخلص مسلمان اس قسم کے اعتراضات وتنقیدات اور داڑھی کی اہانت سنے تو وہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے کانپتا ہے اور یہ کیسے ہوسکتا ہے، سنتوں پر عامل شخص قابلِ تشویش نظر آئے اور مجوس، مشرکین، یہود اور عیسائیوں کے رنگ میں رنگا شخص اچھا دکھائی دے؟ اور باوجود اس کے گناہ کو معمولی سمجھنا کفر ہے، خواہ گناہ صغیرہ ہو یا کبیرہ۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :

"بحسب امرئ من الشر أن يحقر أخاه المسلم". (صحيح مسلم كتاب البر و الصلة والآداب باب تحريم ظلم المسلم وخذله واحتقاره ۱۹۸۶/۴، حديث رقم: ۲۵۶۴)

(ایک آدمی کے شر کے لئے اتنا کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کی اہانت

کرے)

اور جو لوگ داڑھی اور داڑھی والوں کی اہانت کرتے ہیں وہ اسلامی نشانات و شعائر پر استہزاء کرتے ہیں، اس لئے کہ داڑھی تو اسلام کے خاص نشانات میں سے ایک ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے :

"یایھا الذین آمنوا لایسخر قوم من قوم عسی أن یکونوا خیرا منھم ولا نساء من نساء عسی أن یکنّ خیرا منھن". (سورۃ الحجرات، الایۃ: ۱۱)

ترجمہ : اے ایمان والو! ٹھٹھا اور مذاق نہ کرے ایک قوم دوسروں سے شاید وہ بہتر ہوں ان سے، اور نہ عورتیں دوسری عورتوں سے، شاید وہ بہتر ہوں ان سے۔

انبیاء اور رسل تمام مخلوق میں بہترین لوگ ہیں اور کائنات میں صورت و سیرت کے لحاظ سے خوبصورت لوگ ہیں اور یہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام داڑھی والے تھے۔ اور داڑھی کاٹنے کا یہ مرض چوتھی صدی ہجری کے نصفِ آخر میں (۳۵۰ھ) اسلامی معاشرہ کو لاحق ہوا ہے ....

اُبھارا اس قدر اس عہد میں روشن خیالوں نے
کہ چل نکلی زمیں قائم مقامِ آسماں ہو کر

(اکبر الہ آبادی)

کیا داڑھی اونٹنی پر سواری کی طرح سنت ہے؟

چھٹا شبہ : بعض لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھی تھی، اسی طرح سر کے بال بھی رکھے تھے اور حال یہ کہ اس کا کاٹنا اور منڈوانا جائز ہے اور آپ ﷺ اونٹنی پر سواری فرماتے لیکن اونٹنی پر سواری کرنا تو کوئی لازمی نہیں۔

جواب: جواب یہ ہے کہ یہ مسئلے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال سے تعلق رکھتے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر کے بالوں کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

''احلقوا کلہ أو اترکوہ''۔(تمام سر کے بال منڈوادو یا چھوڑ دو)

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے اور سر مبارک کو ''حجۃ الوداع'' کے موقع پر منڈوایا تھا اور بالوں کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تقسیم فرمایا تھا (تو یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل ہے) ہم نے ذخیرۂ احادیث مطبوعہ ومخطوطہ (قلمی) میں ایک قولی یا فعلی حدیث نہیں دیکھی جو تمام داڑھی کے منڈوانے یا مشت سے کم کرنے کے جواز پر دلالت کرتی ہو اور یہ (اونٹنی پر) سواری کرنا یا اس جیسے دوسرے کام تو اس سے مقصد منزلِ مقصود تک پہنچنا ہے۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے گھوڑے، خچر اور گدھے پر بھی سواری ثابت ہے تو موٹر اور جہاز میں سواری کرنا کوئی حرام کام نہیں۔ اس لئے کہ ان کا اُمورِ شرعیہ کے ساتھ سرے سے کوئی تعلق نہیں۔

أهون البلیتین اختیار کرنا:

ساتواں شبہ: بعض نادان یہ بات کہتے ہیں اور اس کو دلیل بھی بناتے ہیں کہ داڑھی رکھنے میں یہود سے مشابہت آتی ہے اور منڈوانے میں عیسائیوں سے مشابہت آتی ہے تو ہم اس میں آسان مصیبت اختیار کریں گے، یہود تو ہمارے سخت ترین دشمن ہیں تو ہم نہیں چاہتے کہ ان کی مشابہت اختیار کریں۔

پہلا جواب: یہ ہے کہ ہمیں پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے جن اُمور کے کرنے کا حکم دیا ہے، ان پر عمل کریں گے، اس میں کسی کی مشابہت کو دخل نہیں۔ اس لئے کہ منافقین بھی کلمۂ توحید پڑھتے اور نماز پڑھتے تو کیا مسلمان کلمۂ توحید نہ پڑھے اور نہ نماز پڑھے کہ ان کی

مشابہت سے بچ جائے۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے خیر و برکت والے زمانہ میں یہود بھی مدینہ منورہ میں رہتے تھے اور وہ تمام کے تمام داڑھی والے تھے تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے داڑھی رکھنے میں ان کی مشابہت اختیار کرنے کا حکم نہیں دیا تھا، بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم ماننے کے لئے حکم فرمایا تھا۔

تیسرا جواب : یہ ہے کہ یہود اپنے نبی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اتباع کی وجہ سے داڑھی رکھتے ہیں، تو ہم زیادہ حقدار ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ السلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و اتباع کریں۔

چوتھا جواب : یہ ہے کہ یہود داڑھی رکھتے ہیں مگر وہ کاٹنے سے منع کئے گئے ہیں اور ہمارے لئے مٹھی سے زائد کاٹنا جائز ہے اور وہ مونچھیں لمبی رکھتے ہیں اور مسلمانوں کو کم کرنے، تراشنے اور چھوٹی کرنے کا حکم ہوا ہے۔

کیا داڑھی والے حساس مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے ؟

آٹھواں شبہ : بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس انقلابی دور میں داڑھی رکھنے والے بلند اور حساس مرتبوں تک نہیں پہنچ سکتے۔

جواب : لیکن یہ ایک فاسد خیال ہے، اس لئے کہ ترقی شریعت کے اتباع میں ہے، اگرچہ زمانے کے انقلابی ایجادات میں ترقی ہوئی ہے۔ اگر بات ایسی ہے جیسا کہ معترضین کہتے ہیں تو ہندوستان میں سکھوں کا گروہ سب سے ذلیل ترین ہوتا۔ اس لئے کہ وہ داڑھی اور مونچھیں دونوں لمبی رکھتے ہیں اور بڑی بڑی پگڑیاں پہنی ہوئے ہوتے ہیں، باوجود اس کے کہ تعداد و شمار میں بھی کم ہیں مگر پھر بھی ہندوستان میں تمام اقوام سے ترقی یافتہ

ہیں اور بڑے بڑے عہدوں پر فائز ہیں، جیسے پولیس، فوج اور تجارت اور تمام وزارتوں میں ان کو عہدے حاصل ہیں، اور داڑھی نے ان کو انقلابات، ترقی اور معیشت کے کسی میدان میں بھی داڑھی منڈوں سے پیچھے نہیں چھوڑا، مگر حق بات یہ ہے کہ وہ اپنے تقلید میں ایسے مضبوط ہیں جس نے ان کو ہندوؤں کے حملوں سے بچایا ہے۔

بڑھاپے میں کوئی کمال حاصل کرنا شرم نہیں :

نواں شبہ : بعض داڑھی منڈوانے والے کہتے ہیں کہ یہ ہم اس لئے کرتے ہیں تاکہ پتہ چلے کہ ہم جوان ہیں، تو ایک کمال حاصل کرنے پر بُرا نہیں لگتے، اس لئے کہ بڑھاپے میں کوئی کمال حاصل کرنا شرم ہوتا ہے۔

جواب : یہ ایک بے کار اور فضول بہانہ ہے اور خیالِ فاسد ہے۔ اس لئے کہ داڑھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے، جتنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت زیادہ ہوتا ہے تو اتنا شکر کرنا بھی زیادہ ہوتا ہے۔ تو یہ نعمت چھپانا اس نعمت کی ناشکری اور ناقدری ہے۔ بڑھاپے میں ایک کمال حاصل کرنا کمالِ ہمت پر دلالت کرتا ہے اور بے وقوفوں اور نادانوں کو ان باتوں میں کوئی اعتبار نہیں، اس لئے کہ وہ خیر پر شر کا گمان کرتے ہیں اور شر پر خیر کا۔ اگر ہم ان احمقوں کے مزاجوں کو دیکھیں اور ان کی سیرت وصورت کی اقتداء کریں تو اسلام کی یہ رسی بھی اپنی گردنوں سے اُتار دیں گے۔ **نعوذ باللّٰہ من ذلک**۔

یقیناً اسلام کفار کے نزدیک شرم اور عیب ہے، مگر وہ عالم میں سب سے زیادہ احمق اور بے وقوف ہیں۔ اس طرح اور بہت زیادہ شبہات ہیں جو سننے کے قابل ہی نہیں۔

مشہور شبہ : خواہش پرست لوگوں کے درمیان ایک مشہور اور مروجہ شبہ یہ ہے کہ داڑھی رکھنے کا وجوب نبوی احکامات سے نہیں ہوتا بلکہ اس سے صرف استحباب معلوم ہوتا ہے۔

تو یہ ایک کمزور شبہ ہے۔ اس لئے کہ احادیث داڑھی بڑھانے کے بارے میں صریح ہیں، جیسا کہ یہ بحث تفصیلاً گزر چکا، ایک انصاف کرنے والے مسلمان کے لئے یہ مضبوط دلائل کافی ہیں بالخصوص ہمارے وہ اہل علم بھائی اگر تھوڑا سا غور وفکر کریں اور مستقبل میں اپنی ذمہ داریوں کو دیکھیں، تو ایسے شبہات سے ضرور خوف زدہ ہوں گے، اور قرآن و سنت پر مضبوطی سے عمل پیرا ہوں گے۔

اس لئے کہ یہ صاف (اور شفاف) شریعت خواہش پرستوں کی تکمیل کے لئے نہیں آئی جو بازاری جھوٹی زینت پر دھوکہ کھاتے ہیں، بلکہ اس کو اللہ تعالی نے تمام انسانوں اور جنوں کی اصلاح کے لئے نازل فرمائی ہے۔ جوان سیدھے راستوں اور فطری قوانین پر چلتے ہیں تو ان کا فائدہ اپنے لئے ہے اور جو خواہشوں اور لذتوں کے اتباع کرنے والوں کی راہ پر چلتے ہیں تو ان کا وبال بھی اپنی جان پر ہے۔ داعیین اور علوم نبویہ کے وارثین پر لازم ہے کہ اپنے جسم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وصورت کے اتباع سے پر مزین کریں اور اپنے اجسام وابدان اور عادات میں شرعی نظام پورا نافذ کریں اور پھر سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیلانے اور دعوت دینے کے لئے تیار ہو جائیں اور اپنی تمام کوششیں اس میں خرچ کریں۔ اس لئے کہ اسلامی معاشرہ افراد سے بنتا ہے اور جب افراد صحیح ہو جائیں تو معاشرہ صحیح ہو جائے گا اور جب معاشرہ صحیح ہوگا تو آسمان وزمین کی برکات عام ہوں گی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے :

"کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ"

(تم سب نگہبان ہو، ہر کسی سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا)

تو آدمی سب سے پہلے اپنے آپ پر نگہبان ہے تو اس پر لازمی ہے کہ اپنے نفس پر اور اپنے بدن میں اسلامی نظام قائم کرے۔ اس لئے کہ جو شخص اپنے اس چھوٹے سے بدن میں شریعت کے نفاذ کی طاقت نہیں رکھتا تو پھر اس کا یہ دعویٰ کیسے ہوگا؟ کہ یہ تمام عالم میں اسلامی نفاذ شریعت کے لئے کوشاں ہے، اور کیسے اپنے دشمنوں، یہود اور عیسائیوں سے جہاد کرے گا، اس لئے کہ کفار و ملحدین (بے دین) کی تقلید کرنا ان کی مغلوبیت کی نشانی ہے اور مغلوب شخص ہمیشہ غالب کی تقلید کرتا ہے، تو خالی دعوے اور دلکش خطبات ذرہ برابر بھی فائدہ نہیں دیتے، جب اس کا عمل خود اس کے مخالف ہو اور یہ کبھی بھی ممکن نہیں کہ ایک آدمی میں یورپ کی تقلید اور اسلامی رنگ دونوں جمع ہو جائیں۔ اس لئے کہ یہ دونوں ضد ہیں اور بالکل الگ الگ چیزیں ہیں، اگر کسی نے مغربی تقلید سے اپنے آپ کو مزین کیا تو اسلامی شکل سے دور ہوگا، اگر دینی شعائر و نشانات سے اپنے آپ کو مزین کیا تو غیر اقوام کے رسوم سے خالی ہوگا۔

خصوصی نصیحت :

تربیت یافتہ داعیین اور خصوصاً مسئولین پر لازم ہے کہ مدارس و معابد میں اپنے طلباء بچوں کا خیال ایک شفیق و مہربان باپ کی طرح رکھے، یہ مستقبل کے داعیین اور نگہبان ہیں، جب یہ تعلیم کے دوران بہترین دینی اخلاق اختیار کریں گے اور سنتِ نبوی سے مزین ہو جائیں گے تو ان کے دلوں میں دینی شعائر و نشانات کی عظمت و عزت اور سنتِ نبویہ کا مقام اور اس سے محبت اور بھی محکم و مضبوط ہو جائے گی اور جب یہ ان تربیتی مراکز سے

فارغ ہوں گے، تو اچھے اخلاق کا اسلحہ ساتھ ہوگا اور قرآن وسنت پر عاملین دلکش داعیین اور ہدایت یافتہ مبلغین ہوں گے اور ان کی زبانوں سے جو بات بھی نکلے گی' اُمت کے دلوں پر اثر کرے گی، اس وقت وہ بہترین نمائندے اور مدارس و دینی اداروں کے سچے سفیر ہوں گے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اختتامی کلمات

اب میں اس بحث کو اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکریہ کے ساتھ ختم کرتا ہوں، جس نے مجھے اس معمولی رسالے کے لکھنے کی توفیق دی اس کے لئے حمد ثابت ہے اور وہی شکر کے لائق ہے اور اسی کی نعمت سے نیک کام تکمیل تک پہنچتے ہیں، ہم اسی سے مدد مانگی جاتی ہے اور اس ہی پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔

وصلی اللّٰہ تعالیٰ علی اشرف رسلہ وخاتم انبیاءہ
و علیٰ آلہ و اصحابہ اجمعین الطیبین الطاھرین۔

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت بدلنے کا

(مولانا ظفر علی خان مرحوم)